



حضرت مولانا سخاوت علی خان بستوی مدظلہ

توقیر الہدیٰ

فہم حیاتہ الشہداء واملوہ

شعبہ نشر و اشاعت دارالعلوم مدینہ منورہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَحِيَّةً وَنُصْلًا عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ط

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتٌ بَلْ أحيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو، وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں!

انبیاء کرام، شہداء اسلام اور صالحین عظام کی حیات بعد الوفا کا مدلل نورانی تذکرہ

مسمیٰ

تنویر البستی

فی حياة الشهداء والموتى

مترتبة

حضرت مولانا سخاوت علی خان صاحب رضوی بستی

صدر المدرسين دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبہ اضلع بستی

(یو۔ پی)

مقام اشاعت

مکتبہ کیلانیہ میانہ پورہ کیلانی سٹریٹ سیالکوہ

قیمت: 6/00 روپے

6/00

سلسلہ مطبوعات نمبر ۱

نام کتاب _____ تنویر الہدیٰ
 موضوع _____ انبیاء شہداء اور صالحین کی حیات برزخی
 نام مرتب _____ مولانا سخاوت علی خان صاحب ستوی (لوتپی)
 اشاعت اول _____ رجب ۱۳۸۵ھ
 اشاعت دوم _____ شعبان ۱۳۹۸ھ
 تعداد _____ گیارہ سو
 ناشر _____ مکتبہ کیلابانی میانہ پورہ سیالکوٹ
 مطبع _____ انوار الحسن پرنٹرز۔ لاہور

ملنے کے پتے

اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

مولوی محمد عبداللہ خطیب جامع مسجد سنہری

سی۔ ون ایریا، لاندھی بڑا کراچی ۳



عہدِ حاضر کا وہ عظیم رہنما جو علم و عمل کا پیکر اور شریعت و طریقت کا سنگم ہے
جو علماء و اصفیاء کا سراج اور اہل سنت کا قابلِ صداقت و مقتدی ہے۔
یعنی مرشدِ برحق شیخ ملت شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب
نوری مفتی اعظم ہند و امت برکاتہم القہر سید زین سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ
بریلی شریف کی بارگاہِ بیکس پناہ میں اپنی اس حقیر ترمیم کو پیش کرنے کا
شرف حاصل کر رہا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

سگ بارگاہِ نوری

ابوالاظمہ اسحاق علی رضوی بستوی عفی عنہ

خادم دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا پوسٹ بکھرا ضلع بستہ
(یو۔ پی)

۲۲ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

۱۱۱	پیر مہنر کار عابد	۱۰۱	سورہ ملک کا پڑھنے والا
۱۱۲	مومن کی موت	۱۰۲	درود پاک کے برکات
۱۱۳	خاتمہ بالخیر کی علامت	۱۰۳	اچھا پڑوسی
۱۱۴	سورہ خاتمہ کی علامت	۱۰۴	ارشاد رسول
۱۱۴	حکایت	۱۰۵	چالیس آدمیوں کی شفاعت
۱۱۵	ماں کی ناراضگی	۱۰۵	حفاظت کا قلعہ
۱۱۷	خواجہ غریب نواز	۱۰۶	عصر کا وقت
۱۱۸	ملک الموت کی صورت	۱۰۷	خاتمہ
۱۱۹	توبہ کی برکت	۱۰۷	زندگی کا آخری سفر
۱۲۱	دعا اسم اعظم	۱۰۸	سی قلعہ میں پناہ نہیں
۱۲۱	مفید و کار آمد دعائیں	۱۰۹	انسان کی تدبیر
۱۲۴	دولت لازوال	۱۰۹	سکرات موت
۱۲۶	مناجات	۱۱۰	دنیا پرست بادشاہ

تقریر جمیل

زیدہ اعلیٰ قوۃ اعراف شیخ ملت شہزادہ علیہ حضرت مولانا الحاج مصطفیٰ رضا خان

صاحب نوری مفتی اعظم ہند لائسنس شیموسین کا تہم زریہ سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف۔

الحمد للہ رب العالمین میں نے مولانا المحترم عزیز مکرم مولوی سخاوت علی صاحب

قادی رضوی سلمہ ربہ القوی ساکن اکیا ضلع بستی مدرس مدرسہ تنویر الاسلام امرڈو بھا کا
یہ رسالہ مبارکہ نافعہ کہیں کہیں سے دیکھا مجھے پسند آیا۔

مولا تعالیٰ مولانا سلمہ کی اس خدمت دینی کو شرف قبول بخشے اور مزید توسیع

عطا فرمائے برادران اہل سنت اسے ہاتھوں ہاتھ لیں اور ہر گھر میں پہنچائیں اس
کے مطالعہ سے نفع اٹھائیں مجھے مولانا کا یہ رسالہ دیکھ کر مسرت ہوئی۔

فقیر مصطفیٰ رضا غفرلہ

شب ۲۱ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ

تقریظ

فخر الانام الخلیف البراہین حضرت علامہ مولانا محمد نظام الدین خاں صاحب
قادی زوی منغی دارالعلوم اہل سنت تنویر الاسلام امرڈو بھارتی بستی (پوپی)
نعمتہ و نصیبی علی رسولہ الکریم

موجودہ دور کس قدر تنگ و تاریک ہوتا جا رہا ہے محتاج بیان نہیں۔ اس پرفتن و پراشوب
زمانہ میں لوگوں کے اندر جس قدر ذیوی انہماک بڑھتا جا رہا ہے اور امور دنیویہ جزا و نزا حساب و
کتاب وغیرہ امور آخرت ذہنوں سے مٹتا جا رہا ہے وہ تو ظہر من الشمس و ابین من الامس ہے وقت
کے اس اہم تقاضے کے پیش نظر سلیس اردو زبان میں ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کی جا رہی
تھی جو موت و مابعد الموت و احوال آخرت پر مشتمل ہو اس سلسلے میں نظر انتخاب عالم نوری و فاضل
یلمعی حضرت علامہ مولانا سخاوت علی خاں صاحب قادی زوی دایم فیضہ پر پڑی جو ایک عظیم دینی
درسگاہ دارالعلوم تنویر الاسلام قصبہ امرڈو بھارت کے صدر المدرسین ہیں موصوف کی ذات اس اولیٰ
کی حیرت انگیز ترقی اور شاندار تعلیمی و تبلیغی خدمات کی ضامن ہے۔ انتظامی مصروفیات اور درس و
تدریس کے مشاغل سے سخت عہدیم الفرصت ہونے کے باوجود اجاب کے اصرار پر اس بارگراں کو
انجام دی کے لیے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ آمادگی نظام فرمائی اور اپنے قلیل ترین اوقات فرصت
میں اس کتاب کا مسودہ تیار فرمادیا جس کو دیکھ کر اور مطالعہ کر کے مجھے بے پایاں مسرت حاصل ہوئی
اور اس کے حلال و براہین سے تو آنکھوں میں نور اور دل میں انتہائی سرور پیدا ہوا۔ مدرسے کی نسبت
اور مضامین کتاب کی رعایت کرتے ہوئے اس مبارک کتاب کا نام تنویر الہندی فی حیات الشہداء
والموتیٰ رکھا حضرت مولانا مظلمہ کی یہ اولین گر انقدر تصنیف بھی مفید ہے جو اپنے اندر فادیت و آثار
کے پیش بہا لعل و گہر رکھتی ہے طرز بیان عام فہم اور تطویل و اختصار مٹل سے خالی ہے پوری کتاب
اصلاح امت کے نیک جذبہ سے بڑھے ہیں یقین کامل ہے کہ انشاء المولیٰ تعالیٰ دنیا اسلام و سنت
میں اس کا شاندار خیر مقدم کیا جائیگا۔ مولیٰ تعالیٰ قبولیت تار عطا فرمائے اور حضرت مصنف کے
علمی فیضان کو عام سے عام تر فرمائے۔ آمین بجاہ حبیب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام فقط
محمد نظام الدین معاضدہ المتین
قادم دارالعلوم تنویر الاسلام

حرفِ آغاز

تنویر الہدیٰ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مکتبہ گیلانیہ کی یہ پہلی پیش کش ہے۔ کتاب مذکور تبلیغ دین کے جذبہ کے تحت شائع کی گئی ہے۔ تاکہ مسلمان اسے پڑھ کر اپنے عقائد و اعمال درست کریں۔ ہر انسان کو موت آتی ہے اور اس کے بعد کی زندگی ایک مسلمہ حقیقت ہے کیونکہ موت روح و جسم کے فنا کا نام نہیں بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت اور ایک جہان سے دوسرے جہان میں منتقل ہونا ہے۔ قرآن و سنت کے بے شمار دلائل اس حقیقت پر شاہد ہیں اور پھر یہ امر بھی اظہر من الشمس ہے کہ جس طرح اس دار فانی میں تمام انسانوں کی حالت ایک سی نہیں ہے ایسے ہی عالم برزخ میں بھی سب لوگ یکساں نہیں ہیں۔ مرنے کے بعد کافر اور خدا و رسول کے نافرمان و باغی لوگوں کے جسم مٹی میں مل جاتے ہیں اور انہیں مختلف قسم کا عذاب ہوتا رہتا ہے۔ اکثر مسلمانوں کے جسم تو محفوظ نہیں رہتے لیکن عذاب و ثواب کے بارے میں مختلف حالتیں ہوتی ہیں بعض کو عذاب قبر بالکل نہیں ہوتا بعض کا کچھ دیر بعد مسلمانوں کی دعاؤں اور نیک اعمال کی برکت سے اللہ تعالیٰ عذاب موقوف کر دیتے ہیں۔ ان سے بہتر کچھ خوش بخت وہ لوگ ہیں جن کی قبر میں جنت کی ہوائیں آتی ہیں اور قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں موجود ہے۔

سب سے اچھی اور اعلیٰ زندگی بالترتیب اولیاء کرام، شہداء و عظام، صدیقین اور انبیاء علیہم السلام کی ہے۔ کاملین اہل اللہ اور شہیدان اسلام کے جسم بھی محفوظ رہتے ہیں۔ روحیں جنت کی سیر کرتی ہیں اور وہاں کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسم پاک بالکل صحیح و سالم رہتے ہیں اور روح مع الجسم زندہ ہوتے ہیں۔ یہی عقیدہ ہے تمام اہل سنت سلف اور خلف کا۔ تنویر الہدیٰ میں آپ کو ان تمام چیزوں کی تفصیل ملے گی۔

وَعَلَيْهِ كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى اس كِتَاب كے لکھنے والے، پھاپنے والے اور پڑھنے والوں کو صحیح عقیدہ پر قائم رکھے اور اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قارئین کی خدمت میں گزارش ہے کہ ادارہ نے حتی المقدور کتاب کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے لیکن پھر بھی اگر آپ کو کوئی غلطی معلوم ہو تو ادارہ کو اطلاع دیں تاکہ آئندہ اشاعت میں تصحیح ہو سکے۔

دوسری درخواست یہ ہے کہ اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔ کیونکہ اشاعت کے میدان میں ہمارا یہ پہلا قدم ہے۔ اگر آپ کے پاس یا آپ کے علم میں کوئی اچھی سی کتاب ہو جس کا شائع کرنا اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید ترین ہو تو ہمیں لکھیے تاکہ اسے شائع کرنے کے متعلق سوچا جاسکے۔

(ادارہ)

عرضِ حال

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ

تصنیف و تالیف کی منزل کس قدر دشوار ہے یہ ارباب فن پر مٹھی نہیں اس کے لیے علمی سرمایہ اور وسعت مطالعہ و فرصت وقت کی ضرورت ہے اور مجھ ناچیز کا حال یہ ہے کہ نہ علمی پونجی رکھتا ہے نہ فرصت مطالعہ اور کثرت مشاغل کے باعث گنجائش وقت سے بھی محرومی ہے پھر اس خاردار وادی میں کیوں قدم رکھا۔ درحقیقت اس کے محرک وہ ملی جذبات تھے جو امام جلیل علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی و القبور کے مطالعہ کے دوران پیدا ہوتے جو حقیقت میں موتی و قبور کے حالات میں شرح الصدور ہے۔ جو نصیحت آمیز و عبرت انگیز اور ہیبت ناک حالات و واقعات اور حصول فلاح و مراتب کے گرانقدر مہیبتات کا مجموعہ ہے۔ اس کے انداز ترغیب و ترہیب کو دیکھ کر یہ خواہش ہوئی کہ اگر پوری کتاب کو اردو کا جامہ پہنا دیا جاتے تو قوم کے پاس یہ ایک قیمتی سرمایہ سچا مفید ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ اہل سنت کے قلمکاروں میں کسی نے ابھی ایسے اصلاحی مضمون کی جانب توجہ نہیں فرمائی جب کہ مارکیٹ میں جنت کی کنجی۔ دوزخ کا کھٹکا۔ مرنے کے بعد کیا ہوگا جیسی دوسروں کی گستاہیں کثیر تعداد میں شائع ہو کر عوام کے مطالعہ میں آچکی ہیں۔ ہمارا سنی طبقہ اس موضوع پر شدت سے تشنگی محسوس کر رہا ہے۔

لیکن مجھ جیسے حدیث و حکم مایہ کے لیے علی الاستعاب اس کتاب کا ترجمہ کر ڈالنا ناممکن کی حد تک دشوار تھا۔ مگر احباب کے سپہم اصرار اور تکمیل جذبہ کی خاطر اس مبارک کتاب کے اہم مفید اقتباسات کی تدوین شروع کر دی اور رات کے آرام کا حصہ اس کام کے لیے وقف کر دیا۔۔۔ بحمد تعالیٰ و بحکم حبیبہ

صلی المولیٰ تعالیٰ شرح الصدور کے علاوہ دیگر کتب معتبرہ کے تعاون سے قلیل وقت میں ایک مسودہ تیار ہو گیا جس کو دیکھ کر خطیب العصر علامہ حبیب اللہ صاحب نے مولانا نظام الدین خاں صاحب قبلہ قادری رضوی نے پید پسند فرمایا۔ مگر اپنی اس کج حج تحریر پر خود کو اعتماد و تسکین کیسے حاصل ہو یہ فکر و امنیگر رہی کہ بلا تنقید و تبصرہ کے شائع کر دینا بمصدق من صنف حدف کے اپنے آپ کو چوگان گاہ میں مرکز نشانی بنا ہے لہذا کسی مخلص منقذ کی تنقید کو ضروری خیال کیا اور اس کے لیے اکابرین میں سے کسی ہستی کو تکلیف دینے کے بجائے میری نگاہ انتخاب اپنے قریبی مرکزی درس گاہ دارالعلوم فیض الرسول براؤن شریف کے صدر المدرسین بدرالعلماء حضرت علامہ بدرالدین احمد صاحب رضوی کی ذات گرامی پر پڑی۔ جو صاحب تصانیف بھی ہیں اور جن کے ہمراہ چار سال کی مدت تک گلشن اشرفیہ مبارکپور کا دور طالب علمی بھی گزر چکا ہے۔ چنانچہ مولانا موصوف نے نہ صرف اپنے ہی دیکھنے پر اکتفا فرمایا بلکہ تقریباً فیض الرسول کے پورے اسٹاف کو بھی دکھایا اور سب نے بے لوث مخلصانہ تنقیدی نظر سے مطالعہ کیا اور اپنے پیش بہا و مفید مشوروں سے میری راہنمائی فرمائی **فَجَزَا هُمُ الْمَوْلَى تَعَالَى أَحْسَنَ الْجَزَاءِ** جب مسودے کی تیاری کی اطلاع حجت الخلف بقیت السلف جامع معقول و منقول اتاذ گرامی حضرت علامہ الحاج الحافظ مبین الدین صاحب قبلہ امر وہوی شیخ الحدیث مظہر اسلام بریلی کو ہوئی تو حضرت نے بار بار تاکید فرمائی کہ مسودہ مجھے ضرور دکھانا۔ اس لیے بذریعہ رجسٹری موصوف کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضرت کا طلب مسودہ سے مقصد یہ تھا کہ اس پر شیخ بلت شہزادہ اعظم حضور مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی کی مبارک تقریظ حاصل کر لی جلتے خود میری بھی یہی تمنا تھی مگر یہ کام حضور کے اخلاق کریمہ سے جس قدر آسان تھا اس سے کہیں زیادہ دشوار بھی کیونکہ حضرت کے اوقات مبارک نفع رسانی عوام میں اس قدر گہرے ہوتے ہیں کہ صبح سے ۱۲ بجے شب تک خواص کو بدقت موقع میسر ہو جاتا ہے

اُستادِ محترم بار بار فرماتے گھبراؤ نہیں۔ دیر آید درست آید۔ الحمد للہ۔ آپ کی
کوشش بار آور ہوئی اور حضور مفتی اعظم دامت برکاتہم کے دعائیہ کلمات طیبات
حاصل ہو گئے جو اس رسالہ کے لیے باعثِ صدِ افتخار ہیں (کسی اور کوشاؤ و نادر
ہی یہ شرف حاصل ہوا ہو) وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ

ناقدین حضرات کی تنقیدات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مبیضہ شروع کیا تو حادثہ
واقعات کو صحاح و دیگر کتب معتبرہ کے حوالجات مع قید صفحہ درج کرتا رہا تاکہ
خواص و عوام ہر ایک یکساں طور پر مستفید ہو سکیں اور رسالہ کو پانچ ابواب پر
منقسم کر دیا مولیٰ تعالیٰ ناچیز کی ان حقیر کاوشوں کو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے فضیل شرف قبول بخشے اور نفع بخش فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین
صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔

شکر

بڑی نا حق شناسی ہوگی اگر اپنے کرم فرماؤں کا شکر یہ نہ ادا کروں
بالخصوص رفیقِ معظم حضرت مولانا نظام الدین خاں صاحب قادری رضوی جنہوں نے
حوالہ کتب کی تبلیغ و تلاش میں کافی اعانت فرمائی اور اُستادِ مکرم حضرت علامہ
الحاج الحافظ مبین الدین صاحب و حضرت مولانا بدر الدین صاحب رضوی و
حضرت مولانا حکیم محمد نعیم الدین صاحب صدیقی و سلطان اعلم حضرت مولانا محمد صابر
صاحب نسیم بستوی ان حضرات کی مخلصانہ تنقیدات و تقریحات نے رسالہ
کے معنوی حسن و جمال میں چار چاند لگا دیتے ہیں ان تمام محنتیں کا انتہائی مہمون
ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ ان حضرات کی دینی خدمات کو بیش از بیش فرمائے۔ آمین

تنازم بسریہ۔ فضل خویش بدریوزہ آوردہ ام دست پیش

اللَّهُمَّ قَبَّلْ هَذَا وَاجْعَلْهُ نَافِعًا لِلْمُسْلِمِينَ بِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ الطَّيِّبِينَ وَاصْحَابِهِ الطَّاهِرِينَ

فقیر البواظہار سخاوت علیٰ حال رضوی عنہ

۲ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ



الْعَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ
 أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَفَضَّلَ الشُّهَدَاءَ وَالصُّلَحَاءَ عَلَى
 عَامَةِ الْمَوْتَى وَجَعَلَ لَهُمُ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى وَالصَّلَاةَ
 وَالسَّلَامَ عَلَى أَفْضَلِ الْأَنْبِيَاءِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى
 الَّذِي كَثُرَ بَيَانُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى أَنْوَاعًا
 مِنْ الْفَضَائِلِ الْعُلَى وَبَيَانُ فِي دُعَاءِ الْأَحْيَاءِ تَعَالَى
 وَعَلَى إِلَهِ الْكُمَلَاءِ الْمُحِبِّينِ وَأَصْحَابِهِ ذَوِي الْفَضْلِ
 وَالثَّقَلَيْنِ وَعَلَى مَنْ تَبِعَهُمْ بِالْإِحْسَانِ إِلَى يَوْمِ الْحِزَابِ
 آمَنَّا بِكَ فَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى
 وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا
 بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْفَعُونَ (پارہ ۲ رکوع ۸)
 ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرو۔
 بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ (ترجمہ ضویر)
 ہرگز نہ میرا نکمہ دلش زندہ شد بعشق
 شاعر
 ثبت است بر فریدہ عالم دوام ما!

عزیزو! اور بھائیو!؟ اس دنیا میں ہر وجود کے لیے عدم اور ہر زندگی کو
 یستی یقینی ہے جسے حیات ملی ہے اس کو موت سے ضرور ہٹکنا رہنا ہے۔ یوں
 تو زندگی پانے میں سب لوگ برابر ہیں لیکن ہمارا روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ زندگی
 گزارنے میں ان کے درمیان فرق ہے۔ چنانچہ ایک شخص اس حال میں زندگی بسر
 کرتا ہے کہ اگر شام کو پیٹ پھر کھانے کا انتظام ہے تو صبح کے لیے محتاجی ہے

اور دوسرا اس عالم میں ہے کہ اس کی تجوری میں لاکھوں اور کروڑوں کی رقم پڑی
ہوتی ہے۔ ایک انسان سردی اور گرمی سے بچنے کے لیے چھتر کے مکان کا محتاج
ہے۔ مگر دوسرا اس کے پڑوس میں ہی عالیشان کوٹھیوں اور حویلیوں میں عیش و
عشرت کر رہا ہے اگر ایک برسرِ اقتدار صاحبِ تخت و تاج ہے تو دوسرا خدمت
کا پٹکا گم میں لگاتے ہوئے دروازے پر حکمِ حاکم کا منتظر ہے یہ تو ظاہری عروج و
زوال کا منتظر ہے یہاں سے ہٹ کر روحانیت کی طرف نظر ڈالیں تو ایک طرف
بُت کدوں میں تمہات کے پجاری آنکھیں بند کئے ہوئے نظر آ رہے ہیں تو دوسری
جانب مساجد میں معبودِ حقیقی کے سامنے خلوص و محبت سے عابدوں کی پیشانیاں
مزے لے لے کر زمین سے چپک رہی ہیں ایک فسق و معصیت میں ڈوبا ہوا منتظر
آ رہا ہے تو ایک کی پیشانی نورِ عبادت سے جگمگا رہی ہے، ایک کم مہمتی کے سبب
مکان میں اہل و عیال کے حلقے میں اُغزۃ و احباب کی نظروں کے سامنے بستر
مرگ پر کراہ کراہ کر پوی بچوں پر پیار و محبت کی نگاہ ڈالتے ہوئے نصیحت و
وصیت کرتے ہوئے زندگی کا آخری سفر کر رہا ہے یا رواجِ اب اپنے کاندھوں
پر سوار کر کے احتیاط و حفاظت سے قبر میں دفن کر دیتے ہیں مگر دوسری جانب
ایک انسان اپنے اُغزۃ و احباب، پوی بچوں سے دور، وطن سے دور معرکہ
جنگ میں کفار و مشرکین کی لٹکار کا جواب دے رہا ہے، اعلیٰ کلمۃ الحق کے
لیے سردھڑکی بازی لگا رہا ہے اور عزم و استقلال کے ساتھ پرچمِ اسلام لینے
ہوتے میدان میں مردانہ وار باطل کی آہنی دیواروں سے ٹکرا کر زندگی کی آخری
سانس اور خون کا آخری قطرہ جہایت دین پر قربان کر رہا ہے نہ تو وہاں پرغخواری
کے لیے اُغزۃ و احباب ہیں نہ رنج و الم کے آنسو بہانے والے اہل و عیال
ہیں۔ لاشِ خاک و خون میں لت پت بے گور و کفن میدان میں پڑی ہوئی ہے۔
حیات و ممات کا یہ تفاوت تو ہم شب و روز مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔
اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان کی زندگی میں نہ تو دنیوی اعتبار سے

برابری ہے نہ مذہبی حیثیت سے اور نہ موت و حیات کے اعتبار سے تو کیا مرنے کے بعد سب یکساں حالت میں ہونے لگیں گے؛ ہرگز نہیں یہ دنیا آخرت کی کھلتی ہے جو جیسا عمل کرے گا اسی اعتبار سے وہ جزا کا مستحق ہوگا۔ چنانچہ قرآن کی آیہ مبارکہ اسی فرق مراتب کی طرف اشارہ فرماتی ہے کہ دنیا کے اندر زندہ رہنے میں تو سب برابر ہیں مگر طرز زندگی جدا جدا ہے۔ اسی طرح موت تو سب کو آئے گی لیکن جو حالات مرنے کے بعد پیش آئیں گے ان میں فرق و امتیاز ہوگا۔ ایک جماعت اللہ کے محبوبوں اور شہیدوں کی ہے جن کی ایک خاص امتیازی شان ہے ان کی موت کا یہ عالم ہے کہ صرف وعدۃ الہیہ پورا ہونے کے لیے ان پر موت طاری ہوتی ہے پھر اس موت کے بعد ان کے لیے حیات ہی حیات ہے بلکہ ان کی حیات برزخی حیات دنیوی سے بدرجہا بہتر ہے افضل ہے ان کی روحانی قوت اور بڑھ جاتی ہے وہ جنت کی سیر و تفریح بھی کرتے ہیں اور دنیا والوں کی امداد و اعانت بھی۔ ان کی زندگی کا یہ عالم ہے کہ قرآن فرماتا ہے۔ اے لوگو! میرے ان محبوبوں کو مردہ کہتا تو درکنار ان کے مردہ ہونے کا اپنے دل میں خیال بھی نہ کرو۔ ہاں یہ بات اور ہے کہ ان کی زندگی کو تم اپنے شعور کی خامی اور عقل کی کمزوری کے باعث سمجھ نہیں سکتے۔

حیات شہداء کے متعلق اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ شہداء کی برزخی زندگی جسمانی ہے کیوں کہ روح تو ہر مومن، مشرک اور ہر عاصی و مصلح کی زندہ رہا کرتی ہے پھر قرآن مجید کا شہداء کی حیات کو اس شد و مد کے ساتھ بیان فرمانا اور انہیں مردہ نہ کہنے بلکہ مردہ خیال کرنے سے بھی روکنا اور انہیں رزق دینے جلانے کا اعلان کرنا کوئی معنی ضرور رکھتا ہے ورنہ روح کی حیات میں تو سب مساوی ہیں شہداء کی اس میں کیا تخصیص ہے لہذا ثابت ہوا کہ شہداء کی زندگی جسمانی زندگی ہے۔ غور کیجئے کہ جب شہداء کی یہ شان ہے تو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان حیات کیا ہوگی۔ اب ہم یہاں سے انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی زندگیوں کے متعلق الگ الگ بابوں میں مدلل بیان کریں گے۔

پہلا باب

حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

انبیاء کو بھی اجل آتی ہے مگر ایسی کہ فقط آتی ہے
پھر اسی آن کے بعد انکی حیات
روح تو سب کی ہے زندہ انکا
یہ ہیں حتیٰ ابدی ان کو رضا
مثلاً سابق وہی جسمانی ہے
جسم پر نور بھی روحانی ہے
صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا)

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص رحمت للعلیٰین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیاتِ حقیقی جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں، اپنی نورانی قبروں میں
اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، گونا گوں لذتیں حاصل کرتے
ہیں، سنتے ہیں دیکھتے ہیں جانتے ہیں کلام فرماتے ہیں اور سلام پیش کرنے والوں کو
جواب دیتے ہیں چلتے پھرتے اور جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، جس طرح چاہیں تصرفات
فرماتے ہیں، اپنی امتوں کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور مستفیضین کو فیوض و برکات
پہنچاتے ہیں اس عالم دنیا میں بھی ان کے ظہور کا مشاہدہ ہوتا ہے، بہت سے خوش
نصیبوں نے بارہا ان کے جمال جہاں آرا کی زیارت کی اور ان کے انوار سے مستیر ہونے

زمین کو انبیاء کا جسم حرام ہے مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے کہ حضور اکرم

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر
بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا
یا رسول اللہ جب تک آپ زندہ ہیں اس وقت تک تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آپ کی
خدمت میں ہمارا درود پیش کیا جاتا ہے لیکن یا رسول اللہ جب آپ انتقال فرمائیں گے

اور قبر میں آپ کا جسم مقدس بوسیدہ ہو جائے گا۔ تو اس وقت کس طرح ہمارا درود
 آپ تک پہنچے گا۔ یہ سن کر سرکار نے ارشاد فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلٰی الْاَرْضِ
 اَنْ تَاْكُلَ كُلَّ اَجْسَادِ الْاَنْبِيَاءِ فَبِنِي اللّٰهِ حَتّٰى يَكُوْنَتْ رُفُوْدُ
 ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے زمین پر کہ انبیاء علیہم السلام
 کے جسموں کو خراب کرے لہذا اللہ کے نبی زندہ ہیں اور روزی دیتے
 جاتے ہیں۔

۲۔ ابو جلی نے اپنی سند میں اور بہت ہی نے اپنی حیات الانبیاء میں حضرت انس رضی اللہ
 عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
 الْاَنْبِيَاءُ اَحْبَاءٌ لِّيْ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ
 ترجمہ:۔ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی (نورانی) قبروں میں زندہ ہیں
 اور وہاں نماز پڑھتے ہیں۔ (انباء الاذکیاء)

موسیٰ علیہ السلام

۳۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ
 اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً اُسْرِيَ
 بِهٖ مَرَّ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي
 فِي قَبْرِهٖ (رواه مسلم۔ انباء الاذکیاء)

ترجمہ:۔ امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
 کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب معراج موسیٰ علیہ السلام کے
 پاس سے گزرے وہ اپنے مزار میں نماز پڑھ رہے تھے

انا بہت ہی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

۴۔ وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ
 يُصَلِّيُ فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبُ جَعْدِكَ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ سُنُوءَةِ
 وَإِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَائِمٌ يُصَلِّيُ وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَائِمٌ
 يُصَلِّيُ أَشْبَهَ النَّاسَ بِبِهِ صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ فَعَانَتْ
 الصَّلَاةُ فَامْتَمَّتْهُمْ (انباء الاذكياء)

ترجمہ:۔ بے شک میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت
 میں دیکھا۔ ناگاہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ہلکے بدن اور گھونٹے
 ہاتھ والے ہیں گویا وہ قبیلہ شتوتہ کے لوگوں میں سے ہیں اور عیسیٰ بن مریم
 علیہ السلام کا سامنا ہوا تو وہ (بھی) نماز میں کھڑے تھے اور یوں ہی ابراہیم
 علیہ السلام نماز میں کھڑے تھے ان کے ہم شکل سب سے زیادہ تمہارے آقا ہیں۔
 (اس سے حضور نے اپنی ذات پاک مراد لی ہے) پھر نماز کی تیاری ہوتی میں
 نے انبیاء کرام کی امامت کی۔

دربار محبوب اور ہمارا درود

۵۔ امام اصبہانی نے ترغیب میں حضرت انس
 رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی کہ جو شخص جمعہ کے دن اور جمعہ کی شب میں مجھ پر سو بار درود
 بھیجے اس کی سزا جہنم پوری ہوں گی۔ شرط ضرورتیں آخرت کی اور تیس دنیا کی پھر
 اللہ تعالیٰ اس درود شریف پر ایک فرشتہ مقرر فرماتے گا جو اس درود کو قبر میں میرے
 سامنے پیش کرے گا جس طرح تمہارے سامنے ہدیے پیش کئے جاتے ہیں

إِنَّ عَلِيَّ بَعْدَ مَوْثِقِ عَلِيٍّ فِي الْحَيَاتِ

بیشک میرا علم وصال کے بعد ایسا ہی ہے جیسے دنیا کی زندگی میں ہے۔

۶۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَمِيْعٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَكًا أَعْطَاهُ السَّمِيعَ الْخَلَدَ قَائِمٌ
 عَلَى قَبْرِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَحَدٍ يُصَلِّيُ عَلَى صَدْرِهِ إِلَّا بَلَغْنَهَا

ترجمہ:۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ایسا ہے کہ اس کو تمام مخلوق کی باتیں سننے کی طاقت بخشی گئی ہے وہ فرشتہ میری قبر کے پاس کھڑا رہے گا۔ تو جو کوئی مجھ پر درود بھیجے گا وہ فرشتہ مجھ تک پہنچاتا رہے گا۔ (انباء الاذکیاء للسیوطی)

مزار پاک سے اذان کی آواز ۷۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمَسْتَبِ

لَمْ أَنْزَلَ أَسْمَعَ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ فِي قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْحَرَّةِ حَتَّى عَادَ النَّاسُ

ترجمہ:۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنگ حرة یعنی جب یزیدی فوج نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی تھی، مسجد نبوی شریف میں صرف میں ہی تھا اور ہر نماز کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پاک سے میں اذان اور اقامت کی آواز سنتا تھا۔

عیسیٰ علیہ السلام ۸۔ ابولعلی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے روایت کی۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَنْزِلَنَّ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ لَيَنْزِلَنَّ

قَامَ عَلَى قَبْرِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَا جَبْتُهُ (انباء الاذکیاء)

ترجمہ:۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا

کہ حضور فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری

جان ہے کہ عیسیٰ بن مریم ضرور (آسمان سے) نازل ہوں گے۔ اس کے

بعد اگر وہ میری قبر پر آکر یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا رہے تو

میں انہیں ضرور جواب دوں گا۔
 نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات جہان
 مبارکہ کے ثبوت میں جنت کے آٹھ ابواب کے عدد کی مطابقت میں آٹھ مبارک حدیثوں
 کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں جن سے آفتاب نیم روز کی طرح ثابت ہو گیا کہ یہ مقدس ہستیاں
 زندہ جاوید ہیں۔ اور عبادت الہیہ میں مشغول ہیں اور بالخصوص سرکارِ دو عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم درود شریف پیش کرنے والے امتیوں کے درود کو سنتے
 اور سلاموں کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

اب دلائل کے اخیر میں حجت تائید قائم کرنے کے لیے دیوبندی مکتبہ فکر کی
 دو مسلمہ اور متفقہ کتابوں کی عبارات کا نقل ضروری خیال کرتا ہوں۔

المہند ص ۳۱ عِنْدَنَا وَعِنْدَ مَشَائِخِنَا حَضْرَةُ الرَّسَالَةِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ فِي قَبْرِ الشَّرِيفِ وَ
 حَيُّونَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دُنْيَا مِنْ
 غَيْرِ تَكْلِيفٍ وَهِيَ مُخْتَصَّةٌ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 آلِهِ وَسَلَّمَ وَبِجَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللَّهِ
 عَلَيْهِمْ وَالشُّهُدَاءِ إِلَّا بَرَزْخِيَّةً كَمَا هِيَ حَاصِلَةٌ
 لِسَائِرِ الْمُؤْمِنِينَ بَلْ لِجَمِيعِ النَّاسِ (المہند عربی)

ترجمہ :- ہمارے نزدیک اور ہمارے شاہین کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارکہ میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات (زندگی) دنیا
 کی سی ہے بلا تکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور
 تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، برزخی نہیں جو کہ حاصل ہے
 تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔ (المہند اردو)

دیکھا آپ نے المہند کی مذکورہ عبارت میں نہ صرف خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم بلکہ تمام انبیاء کرام و شہداء اسلام کی دنیا کی سی زندگی کا صاف صاف

لفظوں میں اقرار ہے سچ ہے حق ہے جو سر پر چڑھا کر بولے
 الْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ

شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی وہ کتاب

ہے جس میں انھوں نے دربارِ خداوندی و دربارِ نبوی سے فیوض و برکات حاصل ہونے کا
 تذکرہ کیا ہے ذیل کی عبارات اسی کتاب سے اخذ شدہ ہیں۔ فرماتے ہیں۔

لَمَّا دَخَلْتُ الْمَدِينَةَ الْمُنَوَّرَةَ زُيِّرْتُ الرَّوْحَةَ الْمَقْدَمَةَ

عَلَى صَاحِبِهَا أَفْضَلَ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامَاتِ سَرَّيْتُ رُوحَهُ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ظَاهِرَةً بَارِئَةً لَا فِي عَالَمِ

الْأَرْوَاحِ فَقَطْ بَلْ فِي الْمَشَالِ الْقَرِيبِ مِنَ الْحَيِّ (فیوض الحرمین)

ترجمہ:۔ جس وقت میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت کی تو آپ کی رُوح مبارک و

مقدس کو ظاہر میں کھلم کھلا دیکھا صرف عالم ارواح میں نہیں بلکہ عالم

مشال میں ان آنکھوں سے قریب۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

وَسَرَّيْتُ رُوحَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي أَكْثَرِ

اے کس قدر انوس کی بات ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی اور ان کے بعض متبعین شاہ ولی اللہ ^۲
 امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کے ناموں کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ یا کوئی دعائیہ کلمہ کہتے
 حالانکہ تمام اہل سنت کا معمول ہے کہ جب کسی بزرگ کا نام کہتے ہیں تو ساتھ دعائیہ کلمات میں کوئی تحریک
 کرتے ہیں۔ خدا جانے مذکورہ بریلوی حضرات کو بزرگوں سے کیا کدورت ہے دائرہ تعلق اس سے

محفوظ رکھے، (ناشر)

الْأُمُورِ بِبَيْدِي لِيُصَوِّرْتُهُ الْكَرِيمَةَ الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا
 مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ أَفْطَامِجَ الْمَقَدِّ إِلَى رُوحَانِيَّةٍ لَا
 إِلَى جِسْمَانِيَّةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَتَكْفُظُنْتُ
 أَنْ لَهُ حَاصِيَّةٌ مِّنْ تَقْوِيمِ سُورِجِهِ بِصُورَةِ جَسَدِهِ
 عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَأَنَّ الَّذِي أَمَّارٌ إِلَيْهِ
 يَقُولُهُ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَا يَمُوتُونَ وَأَنَّهُمْ يُصَلُّونَ
 وَيُحْيُونَ فِي قُبُورِهِمْ وَأَنَّهُمْ أَحْيَاءٌ إِلَى غَيْرِ ذَاكَ
 (فیوض الحرمین صفحہ ۲۸)

ترجمہ :- دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر امور میں
 بار بار صلی صورت مقدرہ میں حالانکہ میری پوری خواہش یہ تھی کہ حضورؐ کو
 میں عالم روحانیت میں دیکھوں نہ کہ جسمانیت میں پس میں سمجھ گیا کہ یہ
 آپ کا خاصہ ہے کہ رُوح کو صورت جسم میں فرمادیں اور یہ وہی بات
 ہے جس کی طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا ہے کہ انبیاء
 مرتے نہیں (بلکہ زندہ رہتے ہیں) اور قبروں میں نماز پڑھتے اور حج کیا
 کرتے ہیں اور وہ زندہ ہیں وغیر ذالک۔

غور کیجئے کہ حضرت شاہ صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ جاوید ہونے
 کو مانتے ہیں اور حیات طیبہ مبارکہ کے ثبوت میں حدیث پاک میں برہان بھی قائم
 کر رہے ہیں اور خود زیارت مقدرہ سے بارہا فیضیاب ہونے کا اقرار فرما رہے ہیں
 کسی نے سچ کہا ہے۔

وہ زندہ جاوید نبی زندہ رہے گا۔

اور اس سے جو انکار کرے بوجہلی ہے

حضورؐ کا ملاحظہ فرمانا اسی فیوض الحرمین میں محدث صاحب اور آنگے

دوسرے مشہد میں بیان فرماتے ہیں کہ

لَعَزَّزَلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَزَالُ مُتَوَجِّهًا

إِلَى الْخَلْقِ مُقْبِلًا إِلَيْهِمْ بَوَّجِهًا (فیوض الحرمین صفحہ ۳۲)

ترجمہ :- سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ مخلوق کی

جانب چہرہ مبارکہ فرماتے رہیں گے۔

لہذا آپ حیاتِ جہانگیر کے ساتھ زندہ رہنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ کیونکہ آپ

رحمت للعلیین ہیں۔

أَفَلَيْتَ شُمُوسَ الْأَوَّلِينَ وَسُنُسَنَا

شعر

أَبَدًا عَلَى أَفْقِ الْعَالِي لَا تَفْرُبُ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شعر کا ترجمہ فرمایا ہے۔

ملاحظہ کریں۔

شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بچہ گتیں جس کے آگے سجھی مشعلیں

پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے

شاہ صاحب اور آگے چل کر فرماتے ہیں کہ

سَرَّأَيْتُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَتَشْرِحُ انْشِرَافًا

عَظِيمًا لِمَنْ صَلَّى عَلَيْهِ أَوْ مَدَّ حَلَاةً وَسَرَّأَيْتُهُ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَارِئًا مَفِيضًا فَيُنْضِ الصُّحْبَةَ كَمَثَلِ

النَّسَائِئِ الصُّوفِيَّةِ فِي مَجَالِسِ الْإِقَاصَةِ وَأَنَابِينَ

بَدَائِيَّةٍ (فیوض الحرمین صفحہ ۳۲)

ترجمہ :- میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو دیکھا کہ جب کوئی

آپ کی خدمت میں درودِ پاک کا تحفہ بھیجتا ہے یا نعتِ پاک پیش کرتا ہے

تو سرکارِ علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں اور میں نے

دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضرینِ بارگاہ کو خوانِ نعمت سے

کلمہ کھلا فیضیاب فرماتے ہیں جیسے کہ صوفیاء حضرات اپنی مجلسوں میں فیض ربانی فرماتے ہیں اور میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حضور کے روبرو حاضر تھا۔

امام بیہقی کی حیات الانبیاء اور علامہ جلال الملہ والدین جلال الدین سیوطی کی انبار الاذکیا سے نقل کردہ احادیث مبارکہ اور مذکورہ دونوں کتابوں المہند فیوض الحرمین کی عبارات سے واضح طور پر حیات طیبہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ثبوت ہو چکا۔ ان تصریحات کے باوجود کوئی ہٹ دم مرم ہی ہو گا جس کو شک و شبہ باقی رہ جاتے یا بطور بغض و عناد انکار کی مجال کر سکے۔

گر نہ بید بروز شپہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

ناخلف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فیوض الحرمین کے اندر کس قدر کھلے الفاظ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت پاک کو بیان کیا اور حیات جسمانیہ کا اقرار کیا۔ اور حدیث شریف سے استدلال لاتے ہیں مگر انہیں کے خاندان کا انکا ایک ناخلف پوتا اسماعیل دہلوی ہے۔ جس نے تقویۃ الایمان صفحہ ۶ پر حضور علیہ السلام کو مردہ بتایا اور اپنے اس گندے خیال کی نسبت سرکار کی طرف کر دی۔ یعنی میں بھی ایک دن مڑ مٹی میں ملنے والا ہوں۔ معاذ اللہ۔ نعوذ باللہ۔ معمولی پڑھا لکھا انسان جانتا ہے کہ مٹی میں ملنا تباہ و برباد ہو جانے، سڑک ل جانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے حالانکہ حضور ارشاد فرماتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ
کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حرام فرمایا کہ وہ انبیاء کے اجسام
و طیبہ کو کوئی گزند پہنچاتے۔

ایک جانب پر صریح حدیث ہے دوسری جانب تقویۃ الایمان کی عبارت ہے دیکھتے کس قدر فرمان نبی کی مخالفت کر رہی ہے کم از کم یہ شخص اپنے دادا کی فیوض الحرمین ہی کا اگر مطالعہ کر لیتا تو باپ دادا کی مخالفت تو نہ لازم آتی۔

شعر
باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر لائق میراث پدر کیونکر ہو

جسم طہر کے ساتھ حضور کی تشریف آوری حضرت شاہ ولی اللہ صاحب

محدث دہلوی اپنی کتاب درمیں میں تحریر فرماتے ہیں کہ

أَخْبَرَنِي وَالِدِي أَنَّهُ كَانَ مَرِيضًا فَرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ فَقَالَ كَيْفَ حَالُكَ يَا نَبِيَّ تَعَبَسَتْ بِالسَّفَاءِ وَأَعْطَاهُ شَعْرَتَيْنِ مِنْ شَعْرِ الرَّحِيقَةِ فَتَعَاْفَى مِنَ الْمَرَضِ فِي الْحَالِ وَبَقِيَتِ الشَّعْرَتَانِ عِنْدَهُ فِي الْيَقْظَةِ فَأَعْطَاهُ أَحَدَهُمَا فَمَعَى عِنْدِي

ترجمہ: شاہ ولی اللہ صاحب اپنے والد ماجد شاہ عبد الرحیم صاحب علیہ الرحمۃ کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کہ میں بیمار تھا جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرم فرمایا اور خواب میں زیارت کے شرف سے نوازا اور مجھ سے حال دریافت فرمایا کہ بیٹا کیسی طبیعت ہے شفا یابی کی بشارت دے کر دو موٹے مبارک اپنی ریش پاک سے عطا فرمائے میں اسی وقت تندرست ہو گیا۔ سارا مرض دور ہو گیا۔

اور دو عدو بال شریف جو حضور نے عنایت فرمائے تھے تھے بیداری کے بعد ان کے پاس موجود رہے پھر حضرت والد صاحب نے ایک بال شریف مجھ کو عنایت فرمایا جو میرے پاس اب تک موجود ہے۔

انفاس العارفين میں شاہ ولی اللہ صاحب نے اس واقعہ کو مفصل طور پر تحریر فرمایا ہے اس میں سینہ پاک سے لپٹانے اور درازی عمر کی دعا وغیرہ کا بھی ذکر ہے۔
(الاستشفاء والتوسل صفحہ ۹۲)

موتے مبارک کا اعجاز حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ان موتے مبارک کے خواص و اعجاز کے بیان میں فرماتے ہیں کہ دونوں موتے مبارک آپس میں لپٹے ہوتے رہتے تھے۔ لیکن جب درود پاک پڑھا جاتا تو دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ تین منکر امتحان کے لیے آتے ہیں ان کی بے ادبی اور گستاخی کی وجہ سے دیکھنے کی اجازت نہیں دی بہت بحث و مباحثہ کے بعد جب دونوں موتے مبارک کو باہر دھوپ میں نکالا گیا تو فوراً بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا حالانکہ سخت گرمیوں کا زمانہ تھا۔ بادل کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔ یہ منظر دیکھ کر ان تینوں میں سے ایک نے بے ادبی و گستاخی سے توبہ کر لی لیکن اس کے دو ساتھیوں نے کہا کہ یہ اتفاقی بات ہے کہ بادل ظاہر ہو گیا۔ لیکن جب دوبارہ باہر لے جایا گیا تو فوراً پھر اُبر نے ظاہر ہو کر سایہ کر لیا اس مرتبہ ان دونوں میں کا ایک توبہ کر کے راہ راست پر آ گیا۔ مگر ایک اب بھی بولا کہ یہ امر اتفاقی ہے جب تیسری مرتبہ پھر دھوپ میں موتے مبارک کو لایا گیا تو اس بار بھی اُبر نے ظاہر ہو کر سایہ کر لیا۔ اب اس تیسرے شخص نے بھی بے ادبی اور گستاخی سے توبہ کر کے راہ ہدایت اختیار کی فَالْحَسَنَةُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ

تیسرا اعجاز یہ ہے کہ ایک مرتبہ کثیر تعداد میں لوگ موتے مبارک کی زیارت کے لیے میرے پاس آتے ہیں نے چاہا کہ قفل کھول کر موتے مبارک نکالوں مگر باوجود پوری کوشش کے قفل نہ کھلا مراقبہ کرنے پر پتہ چلا کہ اس مجمع میں کوئی جنب (ناپاک) ہے۔ فوراً میں نے سب کو طہارت کا حکم دیا جب وہ ناپاک شخص بھی باہر گیا اب قفل کو جوتا لگایا تو آسانی سے کھل گیا اور سب نے زیارت کا شرف حاصل کیا۔
(الاستشفاء والتوسل صفحہ ۹۵)

سبحان اللہ اس نورانی بیان کے سننے سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے لیکن

شعر آنکھ والا تیرے جلوؤں کا تماشا دیکھے

دیدہ کو رکھو کیا آتے نظر کب دیکھے

جس کے قلب کا ایمانی بلب شارٹ ہو چکا ہو قلب ظلمت کدہ بن چکا ہو اس

کے سامنے لاکھوں انوار ساطعہ و براہین قاطعہ موجود ہوں کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو

سکتا۔ حجت اور دلیل کی ٹانگیں لڑایا ہی کرے گا۔ مگر جس کا دل ایمان و محبت سے

لبریز ہے وہ تو یہ ہی کہے گا۔

شعر حجت کو چھوڑ چشم عقیدت سے دیکھ لے

زندہ ہے بال بال رسول کریم کا

نورانی مصنف علامہ شہاب الدین خواجه مصری نسیم الریاض شرح شفا میں

بیان فرماتے ہیں کہ امام اجل قطب اکمل حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ

عنه ہر سال حاجیوں کے واسطے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت پاک میں سلام

کا ہدیہ بھیجتے جب خود حج کے لیے گئے اور روضۃ مقدسہ پر حاضری ہوتی تو مزار پاک

کے قریب کھڑے ہوتے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ جب تک دور

تھا تو اپنی روح بھیج دیتا تھا۔ تاکہ حاضر ہو کر میری نیابت میں زمین بوس ہو کرے

لیکن اس مرتبہ جسم کی باری ہے کہ وہ خود حاضر ہوا لہذا اب یہ عرض ہے کہ یا رسول اللہ

دست مبارک کو مزار پر انوار سے باہر نکالیں تاکہ میں بوسہ دوں حضرت احمد کبیر

رفاعی رضی اللہ عنہ کا یہ عرض کرنا تھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کا مبارک ہاتھ مزار پاک سے باہر ظاہر ہوا اور شیخ احمد کبیر رضی اللہ عنہ نے بڑھ

کر مصافحہ اور دست بوسی سے شرف حاصل کیا۔ دارالمقال صفحہ ۲۲ امام احمد رضا

علامہ جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ جس وقت یہ واقعہ ہوا ہے اس وقت

نوے ہزار آدمیوں کا مجمع مشاہدہ کر رہا تھا جس سے ایک بل چل پڑ گئی۔

(ماشہد اگلے صفحہ پر)

کہاں ہیں وہ لوگ جو سرکار اہد قرار سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق
یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ حضور مکر مٹی میں مل گئے اور حضور ہم جیسے ہیں
ان کے لیے حضرت احمد کبیر کا یہ واقعہ جس پر فرشتوں کو بھی رشک آگیا ہوگا قابل
نصیحت و باعث عبرت ہے۔

باطل حدیث اللہ کے ولی محبوب بارگاہ ایک تہہ ایک شیخ الحدیث کے
درس میں تشریف لاتے تو شیخ الحدیث نے ایک حدیث پڑھنی شروع کی اور کہا
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں فرمایا ہے۔
تو ان اللہ والے بزرگ نے فرمایا یہ حدیث باطل ہے سرکار نے ہرگز یوں نہیں
فرمایا وہ شیخ الحدیث بولے کہ آپ نے ایسا کیوں فرمایا اور آپ کو کس طرح پتہ چلا
کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان نہیں ہے ان بزرگ نے جواب دیا
هَذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَقِفْ عَلَى
رَأْسِكَ يَقُولُ إِنَّ كَمُ أَقْلُ هَذَا الْحَدِيثِ
ترجمہ: یہ دیکھو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہارے سر پر
کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میں نے ہرگز یہ حدیث نہیں کہی۔
محدث صاحب یہ سن کر حیران رہ گئے تو ان بزرگوں نے فرمایا کیا تم بھی حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا چاہتے ہو تو لو دیکھ لو چنانچہ جب محدث صاحب
نے نظر اٹھائی تو حضور کو تشریف فرما دیکھا اور دیدار سراپا انوار سے مشرف ہو
گئے۔ (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۲۱۲)

بلاشبہ ہمارے حضور حاضر ناظر ہیں مگر دیکھ لینا ہر شخص کی نگاہ کا کام نہیں

۱۔ یہ واقعہ مولانا محمد زکریا صاحب نے بھی فضائل حج میں درج کیا ہے (ناشر) ۱۲

اولیاء کرام بزرگان دین جن کی نگاہوں سے حجابات اٹھ چکے ہیں وہ حضرات سرکار کے دیدار سراپا انوار سے ہمہ وقت، فیضیاب ہوتے رہتے ہیں چنانچہ امام شہرانی رحمۃ اللہ علیہ میزان شریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ عارف باللہ ابو الحسن شاذلی اور ان کے شاگرد ابو العباس مرسی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لواحتجبت ر و نية رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
طرفه ا عين ما اعد ونا انفسنا من حيلة المسلمين
ترجمہ: اگر ایک پلک چھپنے کے برابر بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم ہم سے چھپ جائیں تو ہم اپنے کو مسلمان ہی نہ سمجھیں۔

(العذاب الشدید صفحہ ۱۲۶)

غور کیجئے کہ بزرگان دین کا یہ حال ہے کہ بہت سے مجاہدین ایسے ہیں کہ جو ہر وقت
حضور کی زیارت سے مشرف ہوتے رہتے ہیں اور ایک پلک مارنے کی بھی غیبو بہت
یہ حضرات اپنے لئے روا نہیں رکھتے۔

آدمی بروٹی شیخ ابو الجیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں حاضر
ہوا پانچ دن گزر گئے مگر کوئی چیز کھانے کو نہ ملی گتہ خضریٰ پر حاضری دی۔ مزار پاک
کے قریب کھڑے ہو کر حضور کی بارگاہ بیخ پناہ میں سلام کا نذرانہ پیش کیا اس کے
بعد سیدنا ابو بکر صدیق، اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں ہدیہ
سلام پیش کیا اور حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ...
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کی رات میں حضور کا مہمان ہوں۔ یہ درخواست
پیش کر کے مسجد نبوی میں ممبر کے قریب آکر سو گیا۔

فرايته صلى الله عليه وآله وسلم في المنام و ابوبكر
رضي الله تعالى عنه عن يمينه و عمر رضي الله عنه
عن شماله و علي بن الخطاب كرم الله وجهه بين يديه

فخر کنی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال لی قد فقدت لہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقلت الیہ
وقبلت بین عینیہ فدفع الی رغیفہ فاقلت نصفہ
وانتهبت و فی یدی واللہ نصفہ (روضۃ الراحین للیافی مصری صفحہ ۱۲۴)
ترجمہ: میری قسمت جاگی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب
میں دیکھا کہ سرکارِ تشریف لاتے آپ کی داہنی جانب صدیق اکبر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ہیں اور بائیں جانب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور
آگے آگے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے
مجھ سے فرمایا کہ اٹھ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے
ہیں میں فوراً اٹھا اور بارگاہ میں حاضر ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی مقدس پیشانی کو بوسہ دیا سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی بھی نصف روٹی کھا پایا تھا کہ بیدار
ہو گیا۔ لیکن خدا کی قسم بیدار ہونے پر روٹی کا آدھا حصہ میرے ہاتھ میں
موجود تھا۔

سبحان اللہ! کیوں نہ ہو کہ شیخ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی در خواست کو قاسم
نعمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں پیش کیا تھا جس دربار کی شان یہ ہے کہ
شعر
لَاؤرِبُ الْعَرْشِ جِسْ كَوْجُو مَلَا ان سے ملا
بٹتی ہے کوئین میں نعمت رسول اللہ کی (امام احمد رضا)
گدا کی جھولی تنگ ہو جاتی ہے لیکن داتا کی عطایں کھی نہیں جس کو جو کچھ ملتا ہے
سرکار ہی کے دربار سے تقسیم ہو کر ملتا ہے حضور فرماتے ہیں کہ
انما انا قاسم واللہ يعطی رب دیتا ہے اور میں بانٹتا ہوں۔
شعر
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
دیتا رب ہے دلاتے یہ ہیں! (امام احمد رضا)

خوش قسمت دیہاتی

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے تین دن بعد ایک اعرابی آئے اور مزار پاک پر گر پڑے اس کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالتے تھے اور کہتے تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے جو کچھ اپنے رب سے سنا وہ میں نے آپ سے سنا اور جو کچھ آپ نے خدا سے یاد کیا میں نے آپ سے یاد کیا اور اس میں سے یہ آیت کریمہ بھی ہے کہ

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (پس)

ترجمہ: اگر لوگ اپنی جانوں پر گناہ کر کے ظلم کر لیں اور اسے محبوب تمہارا دربار میں حاضری دیں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہیں اور ان کے لیے رسول شفاعت فرماتے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور شفاعت کی بھیک مانگنے آیا ہوں آپ میرے لیے بخشش کی شفاعت فرما دیجئے فوراً مزار پاک سے آواز آتی تیری مغفرت ہو گئی (راحت القلوب صفحہ ۲۲۴) اس بشارت عظمیٰ کو سن کر وہ دیہاتی مسرت اور شادمانی کے عالم میں زبان حال سے یہ کہتا جاتا تھا کہ

مجرم بلا تے آتے ہیں جاواک ہے گواہ
پھر وہ ہو کب یہ شان کر میوں کے در کی ہے

سلطان نور الدین زنگی ۵۵۷ھ کا واقعہ ہے کہ سلطان نور الدین زنگی نے

ایک رات میں تین مرتبہ آقاتے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ سرکار دو آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ جلد آؤ اور یہ دو آدمی جو کھڑے ہیں ان کے فتنہ سے مجھ کو بچاؤ سلطان نے اپنی دانائی سے سمجھ لیا کہ معلوم ہوتا ہے

مدینہ طیبہ میں کوئی عجیب و غریب واقعہ رونما ہوا ہے لہذا مجھے فوراً یہاں حاضری دینی چاہیے چنانچہ اسی وقت رات کے آخری حصے میں تیز رفتار سائڈنیوں پر سوار ہو کر اپنے بیٹے خاص آدمیوں کو ہمراہ لے کر روانہ ہو گئے اور اپنے ساتھ کافی بال و دولت لے لیا لگاتار سفر کر کے سولہویں دن ملک شام سے مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر ان دونوں طعونوں کے حاضر کرنے کی ایک تدبیر نکالی۔ اعلان کرادیا کہ مدینہ طیبہ کا ایک ایک باشندہ سلطان کے دربار میں حاضر ہو کر سلطان کی جو دو کرم سے حصہ لے جاتے ہر شخص باری باری سلطان سے ملتا اور مال مال ہو کر رخصت ہوتا مگر ان آنے والوں میں کسی کو اس شکل کا نہ پایا جن کو سرکار نے خواب میں دیکھا یا تھا۔ بادشاہ نور الدین نے کہا کہ کوئی ایسا شخص تو نہیں باقی رہ گیا جو حاضر نہ ہوا ہو حاضرین نے عرض کیا کہ مدینہ کے باشندوں میں تو کوئی حاضری سے نہیں رہ گیا ہاں دو مغربی عابد و زاہد ہیں جو رات دن عبادت میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ کسی سے بات چیت بھی نہیں کرتے ان کو دنیا اور اس کے سارے سامان سے کوئی تعلق نہیں وہ البتہ اب تک نہیں حاضر ہوتے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان دونوں کو بھی لایا جائے جب وہ آئے تو بادشاہ نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا کہ یہی ہیں جن کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے بادشاہ نے دریافت کیا تم سب کہاں رہتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجر شریف کے پھمی جانب رہتے ہیں جب سلطان نے اتنا دریافت کر لیا تو ان کو اسی جگہ چھوڑا اور خود اس مکان میں پہنچا جس میں وہ دونوں مقیم تھے دیکھا کہ دو قرآن مجید طاق میں رکھے ہیں اور چند کتابیں و عظیم نصیحت کی رکھی ہوئی ہیں ایک طرف غزبار و مساکین کو دینے کے لیے کچھ غلہ رکھا ہوا ہے اور سونے کی جگہ پر ایک چٹائی پڑی تھی سلطان نے چٹائی اٹھائی تو وہاں پر ایک گہرا گڑھا نظر آیا جو سرکار کی خواہگاہ کی طرف کوکھرا ہوا ہے اور اس کے ایک گوشے میں چمڑے کے دو تھیلے رکھے پاتے کہ رات کو مٹی اس پر بھر کر بقیع کے طرف میں لے جا کر ڈالتے تھے یہ منظر دیکھ کر سلطان نور الدین کا لب اٹھے۔ ان دونوں کو

قال من رأى في المنام فقد رأى فان الشيطان لا
يشتمل بي (رواه الترمذي صفحہ ۵۲)

ترجمہ:۔ عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے کانے
فرمایا جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا بلاشبہ اس نے مجھے کو دیکھا۔ کیونکہ
شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

دوسری حدیث جس کو امام بخاری و مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔
عن ابی قتادہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من رأى فقد رأى الحق (مشکوٰۃ صفحہ ۲۹۴)
ترجمہ:۔ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا
یعنی حقیقت میں مجھ کو کسی دیکھا

تیسری حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ
سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

من رأى في المنام فسيراني في اليقظة ولا يشتمل
الشيطان بي متفق عليه (مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۲)
ترجمہ:۔ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس کو عنقریب بیداری میں
میری زیارت میں سیر ہوگی کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔
ان احادیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ جس خوش قسمت کے خواب میں سرکار سراپا انوار
کہم فرما کر تشریف لائیں۔ تو اس نے حضور ہی کی زیارت کا شرف حاصل کیا شیطان
مردود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت نہیں بن سکتا۔

علمائے اُمت کا اتفاق شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
رسالہ مبارکہ سلوک اقرب البیہل میں فرماتے ہیں کہ باچندیں اختلاف و کثرت مذاہب

کہ درامت بہت یک کس را درین مسئلہ خلاصہ نیست کہ آنحضرت علیہ السلام بحقیقت
 حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال امت حاضر و ناظر است
 و مطالبان حقیقت را و متوجہان آنحضرت را مفیض و مربی و جار الحق صفحہ ۱۳۲
 باوجود اس بات کے کہ امت میں بہت سے اختلافات اور مذہب ہیں لیکن
 اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں کہ حضور علیہ السلام ایسی حقیقی زندگی کے ساتھ
 قائم ہیں کہ کسی تاویل اور مجاز کا احتمال نہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و
 ناظر ہیں اور حقیقت کے طلبکاروں اور حاضرین بارگاہ کو فیض رساں اور مربی ہیں
 یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح فتوح الغیب صفحہ ۳۳۲ میں فرماتے
 ہیں اما انبیاء علیہم السلام بحیات حقیقی دنیاوی حتی و باقی و متصرف اندرین جا سخن نیست
 حضرات انبیاء علیہم السلام دنیاوی حقیقی زندگی کے ساتھ زندہ اور باقی اور عمل درآمد فرمانے
 والے ہیں اس میں کسی کو شک و شبہ نہیں۔

امام ابن الحاج مدخل میں اور امام قسطلانی مواہب جلد دوم صفحہ ۳۸۴ فصل ثانی زیارت
 قبر شریف میں فرماتے ہیں۔

وقد قال علماءنا لافرق بین موتہ و حیاتہ علیہ السلام
 فی مشاہدتہ لامتہ و معرفتہ باحوالہم و نیاتہم
 و عزائہم و خواطرہم و ذلک حلی عندہ لاختفاء بہ
 تنجسہم۔۔ ہمارے علمائے نے فرمایا ہے کہ حضور علیہ السلام کی زندگی اور وفات
 میں کوئی فرق نہیں سرکار اپنی اُمت کو دیکھتے ہیں اور ان کے حالات و نیات
 اور ارادوں اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں یہ سب حضور پر بالکل عیاں ہیں
 اس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔

علامہ شیخ حسن بن عمار بن علی شربلانی حنفی اپنی کتاب نور الايضاح و مراقی الطلاح میں

فرماتے ہیں۔

ومما هو مقرر عند المحققین انه صلى الله عليه وسلم

حی س نرق مستعم (اے منتقم) بجمیع المملوٰف والمعبادات
 غیر انہر حجب عن البصار القاصین عن شریف
 المقامات مرآة الفراح علی طحطاوی صنفہ ۲۲۲ مصری
 ونور الايضاح صفحہ ۹۱

ترجمہ:۔ اور محققین علماء کے نزدیک یہ بات ثابت شدہ ہے کہ نبی کریم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں آپ کو جملہ لذات و عبادات کا رزق
 دیا جاتا ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ ان لوگوں کی نگاہوں سے آپ محبوب
 ہیں جو مقامات عالیہ سے قاصر ہیں۔

امام بارزی کا فتوے امام بارزی سے سوال کیا گیا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم وصال کے بعد زندہ ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 زندہ ہیں جیسا کہ استاد العلماء ابو المنصور بغدادی فقیہ اصولی شافعیوں کے شیخ
 نے مسائل انجام زمین میں فرمایا کہ علماء متکلمین محققین اہل سنت کا ارشاد ہے کہ ہمارے
 نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وصال کے بعد زندہ ہیں اور اپنی اُمت کی ہیکلیوں سے
 خوش ہوتے ہیں اور گنہگاروں کے گناہ سے رنجیدہ ہوتے ہیں اور یہ کہ حضور کے
 دربار میں تمام سرکاری غلاموں کا درود پیش ہوتا ہے۔

وقال ان الاینبیاء لا یسلون ولا تاكل الارض منهم شیئاً
 ترجمہ:۔ اور یہ بھی فرمایا کہ انبیاء بوسیدہ نہیں ہوتے اور ان حضرات کے پاک
 جسموں کا کوئی حصہ زمین کھا نہیں سکتی۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ میں وصال فرما گئے اور ہمارے
 سرکار نے خبر دی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے مزار میں نماز پڑھتے دیکھا اور حدیث
 معراج میں حضور نے ذکر فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا
 اور سیدنا آدم علیہ السلام کو آسمان دُنیا پر دیکھا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا

انہوں نے حضور سے فرمایا

مرحباً ببنی الصالح والنبی الصالح واذا صح لنا هذا

الاصل قلنا نبینا علیہ السلام قد صار حیا بعد وفاته

وہو علی نبوتہ اور حبیب قرآن و حدیث کی دلیلوں سے یہ بات پابۃ ثبوت

کو پہنچ چکی تو ہم نے یقین کر لیا کہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال فرمانے کے بعد

زندہ ہیں اور سرکار کی نبوت برقرار ہے (انبار الاذکیا للسیوطی مترجم صفحہ ۹)

علماء کرام و فقہائے اسلام کی منقولہ عبارات سے یہ کائنات فخر موجودات صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم و تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد زندہ رہنے کا

ثبوت مکمل طور پر ہو گیا کتاب کے طویل ہونے کا اندیشہ ہے ورنہ جس قدر احادیث نبویہ

و علمائے سلف کے اقوال و بزرگان دین کے مشاہدات اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں

اگر ان ہی سب کو جمع کر دوں تو بجائے باب کے اس موضوع پر خود ہی ایک مستقل کتاب ہو

جاتے لیکن اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں جو طالب حق کے لیے کافی و دافی ہے لیکن جو برگشتہ

قیمت ہیں ان کے سامنے لاکھ دلائل پیش کئے جاتیں بے سود ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیتے رنگ پاروں سے کلمہ پڑھایا۔ گوہ

سے تصدیق رسالت کرا دیا۔ درختوں سے اعلان نبوت کرا لیا ڈوبے ہوئے سورج کو بٹانا

دیا، لیکن سب اعجاز نبوت دیکھنے کے باوجود ابو جہل اور بوجہلیوں نے جادو ہی بتایا

اور جو خوش نصیب ہستیاں تھیں وہ اعلان نبوت ہی کو سن کر مطیع و فرمانبردار ہو گئیں

شعر
تہی دستان قیمت را چہ سود از رہبہر کامل

کہ خنز از آب حیوان پیروں می آرد سکندر را

دوسرا باب

حیاتِ شہداء

اس باب میں شہداء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حیاتِ طیبہ کا ذکر ہوگا جس کو قرآن کریم و احادیث نبویہ و اقوال علماء اور واقعات و مشاہدات کی روشنی میں واضح طور پر بیان کیا جائے گا قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءُ

عِنْدَ رَبِّهِمْ يَحْيَىٰ نَسْفُونَ ۝ (پارہ ۴ رکوع ۸)

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں (ترجمہ رضویہ)

دوسری جگہ ارشادِ ربانی ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ

أَحْيَاءُ ۚ وَلَا كَيْفَ لَا تَعْلَمُونَ ۝ (پہلے ۳)

ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ

وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔ (ترجمہ رضویہ)

قرآن کریم کی ان نصوصِ باہرہ سے صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ شہداء کرام شہادت کے بعد زندہ رہتے ہیں ان کو مردہ کہنا قرآن کی مخالفت کرنا ہے بلکہ آیت کریمہ میں مردہ خیال کرنے پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے کہ شہداء کو مردہ کہنا تو بڑی بات ہے خیال بھی نہ کرنا کہ وہ مردہ ہیں وہ زہرہ جاوید ہو جاتے ہیں۔ رزقِ آخرت سے کھاتے پیتے عیش و عشرت کرتے ہیں جنت کی اور جہاں ان کا رب چاہے سیر کرتے ہیں۔ امداد و اعانت کرتے ہیں اور ان حضرات کی زندگی جسمانی ہوتی ہے قبر کی مٹی انہیں نقصان نہیں پہنچاتی جس کا سلف صالحین نے بارہا مشاہدہ کیا جس کی تفصیل آگے آرہی ہے

شہید کے معنی اور حکم لغت میں شہید کے معنی گواہ۔ حاضر۔ گواہی میں امانت دار

جہاں اشارہ کا علم رکھنے والا (مصباح صفحہ ۴۲۶ کالم ۲)

شرعیات مطہرہ میں شہید وہ مکلف مسلمان ہے جو نیزہ یا ہتھیار سے ظلماً مارا گیا ہو اور اس کے قتل سے مال بھی واجب نہ ہوا ہو۔ یا میدان جنگ میں مردہ یا زخمی پایا گیا اور اس نے کچھ آسائش نہ پائی ہو اس پر دنیا میں یہ احکام ہیں کہ اس کو نہ تو کفن دیا جائے گا نہ غسل اپنے کپڑوں ہی میں رکھا جائے گا۔ نماز جنازہ پڑھی جائے گی اس کو شہید فقہی کہتے ہیں۔ (کتب فقہیہ)

شہید کی قسمیں بعض شہید وہ ہیں جن پر احکام دنیا تو نہیں جاری ہوں گے لیکن

وہ شہید ہیں اور آخرت میں شہادت کا مرتبہ پائیں گے۔ جیسے پانی میں ڈوب کر اور آگ میں جل کر مرنے والا دیوار کے نیچے دب کر درخت سے گر کر مرنے والا طالب علم اگر زمانہ طالب علمی میں مرجائے، سفر حج میں، پیٹ کے مرض میں۔ طاعون اور ذات البخنب اور سل و دق میں مرنے والا۔ نفاس میں مرنے والی عورت۔ جمعہ کے دن مرنے والا (فرائین العرفان پ ۲ صفحہ ۲۷)

وہ حضرات جن کے اجسام کو زمین خراب نہیں کر سکتی (۱) نبی (۲) شہید

(۳) ولی (۴) حافظ قرآن جبکہ اس پر عامل ہو (۵) عالم دین صحیح العقیدہ (۶) حضور علیہ السلام پر بکثرت درود پڑھنے والا (۷) مؤذن جو بلا اجرت آذان دیا کرتا ہو (۸) وہ شخص جس نے کبھی اللہ کی نافرمانی نہ کی ہو (۹) سورۃ ملک کا پڑھنے والا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام طیبہ کے محفوظ ہونے کے تو دلائل گزر چکے۔ شہداء و اولیاء کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ اگلے صفحات میں آ رہا ہے۔

حافظ کا جسم نہیں سڑتا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبد اللہ

سے روایت فرماتے ہیں۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مات حامل القرآن اوحى الله الى الارض ان لا تاكلى لحمه فتقول الارض اى رب كيف اكل لحمي وكلامك في جوفه
 اس ص ۱۲۲ ترجمہ :- فرمایا حضور ﷺ نے کہ جس وقت حافظ قرآن انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس (حافظ) کے گوشت کو نہ کھائے زمین دربار خداوندی میں عرض کرتی ہے کہ اے پروردگار میں کس طرح اس کا گوشت کھا سکتی ہوں جبکہ اس کے سینے میں تیرا کلام موجود ہے۔

چونکہ حافظ قرآن کلام الہی کی اپنے سینے میں حفاظت کرتا ہے اس لئے خداوند قدوس قبر میں اس کے جسم کی حفاظت فرماتا ہے۔

علامہ تاش کبریٰ زاوہ کا عبرتناک واقعہ جس وقت آپ نے حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی یہ حدیث کہ علماء دین کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی اور ان کا جسم سلامت رہتا ہے دیکھی تو شیطان نے ان کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ ہمارے اتنا ذہبت جتد عالم تھے لہذا ان کی قبر کھول کر دیکھنا چاہتے کہ ان کا جسم کس حال میں ہے یہ وسوسہ ان پر ایسا غالب ہوا کہ ایک رات میں جا کر قبر کھولا دیکھا کہ کفن بھی میلانا ہوا تھا جب یہ منتظر دیکھ چکے تو قبر سے آواز آئی کہ دیکھ چکا اللہ تجھے اندھا کرے اسی وقت علامہ تاش کی دونوں آنکھیں بہہ گئیں۔ (المفوظ حصہ چہارم صفحہ ۷۲)

اس حدیث اور عبرتناک واقعہ سے ظاہر ہوا کہ عالم دین اور حافظ قرآن کا جسم قبر میں محفوظ رہتا ہے۔ قبر کی مٹی کوئی نقصان نہیں پہنچاتی مگر عالم سے مراد وہی عالم دین ہے جو صحیح عقیدہ

ہوا اللہ ورسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار کا بے ادب و گستاخ نہ ہو اور
توہین رسالت کرنے والے گمراہ فرقوں سے اجتناب کرتا ہو اور ان کے گستاخانہ عقائد
سے متنفر رہتا ہو ورنہ اس زمانہ میں ہر جبر و دستار والا عالم ہونے کا مدعی ہے اس
لباس میں کتنے ایسے ہیں جن کے عقیدے سراسر اسلامی عقائد کے خلاف ہوتے ہیں۔ جو
خود بھی گمراہ ہیں اور خلق خدا کو دھوکے میں ڈال کر ضلالت و گمراہی کی جانب لے جا
کر خود بھی جہنم میں جاتے ہیں اور دُوسروں کو بھی لے جاتے ہیں۔ بیچارے عوام ان
کے ظاہری زہد و تقدس کو دیکھ کر اپنا رہنما مان لیتے ہیں۔ لہذا حدیث پاک سے لیے
گمراہ علماء ہرگز مراد نہیں وہ تو اس کے مصداق ہیں۔

شعر
زیاب فی ثیاب لب پر کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

درد پڑھنے والے کا جسم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں
بکثرت درد پاک پڑھنے والے کا بھی جسم قبر میں محفوظ رہتا ہے اور اس کی قبر سے
خوشبو آتی ہے جس پر حضرت علامہ محمد بن سلیمان جزولی صاحب دلائل الخیرات کا واقعہ
شاہدِ عدل ہے جس کو مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں علامہ علی بن یوسف نقای
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا ہے کہ علامہ محمد بن سلیمان کے وصال کے شتر برس بعد
جب کسی وجہ سے ان کو قبر سے نکال کر مراقش کے قبرستان ریاض العراس میں دوبارہ
دفن کیا تو الْاِنْ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوتُونَ کا مصداق پایا یعنی
جس طرح قبر میں رکھا تھا ویسا ہی بجنہ جسم شریف نکلا۔ یہاں تک کہ وصال سے قبل
جو جہامت آپ نے بنوائی تھی اسی طرح تازہ تھی کوئی تغیر نہ پایا گیا۔ کفن اور جسم کے
بوسیدہ ہونے کا کیا ذکر سُرخ و سفید چہرہ ایسا حشاش بشاش تھا کہ جیسے ابھی کوئی سو
گیا ہو خلق میں آپ کا چرچا ہوا لوگوں کا ایک ہجوم ہو گیا آپ کے چہرے شریف پر
امتحان انگلی سے دبایا گیا تو خون بہٹ گیا جب انگلی اٹھائی تو زندوں کی طرح خون بہنے لگا

وَتَبَّتْ أَنْ رَائِحَةَ الْمِسْكِ تُوْحِبُّ مِنْ قَبْرِهِ مِنْ كَثْرَةٍ
 صَدْرَتِهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 ترجیحاً۔ اور یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ آپ کی مزار پاک سے نافہمک
 کی خوشبو آتی ہے اور اس کی وجہ سرکار کے دربار میں بکثرت درود پاک
 کا پڑھنا ہے (مطالع المرآت صفحہ ۳۷۴)

صاحب دلائل الخیرات حضرت محمد بن سلیمان جزولی کے بکثرت درود پڑھنے کے ثبوت
 میں کتاب دلائل الخیرات خود شاہد ہے جو درود پاک کے مختلف صیغوں کا مجموعہ ہے
 اور ایک ہفتہ کا وظیفہ ہے جو اکثر علماء و مشائخ کے اوراد میں شامل رہتی ہے اور اس
 کے پڑھنے کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہوتے ہیں آپ کے مزار پاک پر حاضری دینے
 والے دلائل الخیرات شریف کا ختم کر کے ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔

اوپنی گردن جو شخص بلا معاوضہ فی سبیل اللہ اذان کہتا ہے اتعال کے بعد اس کا
 بھی جسم قبر میں محفوظ رہتا ہے اور وہ بہت بڑے اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے چنانچہ حدیث
 میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ

مَنْ أَذَّنَ سَبْعَ سِنِينَ مُحْتَسِبًا لِلَّهِ تَعَالَى كُتِبَ
 لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّاسِ (ترمذی صفحہ ۲۹)

ترجمہ: جس نے طلبِ ثواب کے لیے سات سال تک اذان دی اس
 کے واسطے جہنم سے امن کا پروانہ لکھا جاتے گا۔

دوسری حدیث میں سرکار فرماتے ہیں۔

الْمَوْذُونُ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنًا قَائِمًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رواہ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۳۴)

ترجمہ: اذان کہنے والا میدانِ قیامت میں سب سے اوپنی گردن والے
 ہوں گے۔

تیسری حدیث کو امام طبرانی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا

ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلا تنخواہ و بلا معاوضہ
یہ نیت ثواب جو شخص اذان کہتا ہے اس شہید کے مثل ہے جو خون کے اندر مات پیت
ہے اور جب موذن مرتا ہے تو قبر میں اس کے جسم کو کیڑے نہیں لگتے

قَالَ الْقُرْطُبِيُّ وَظَاهِرُهُ هَذَا أَنَّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَسِبَ لَا تَأْكُلُهُ
الْأَرْضُ أَيْضًا

ترجمہ :- امام قرطبی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ
بیشک خالصاً للذات اذان دینے والے کو زمین بوسیدہ نہیں کرتی (مختصر تذکرہ صفحہ ۴۰)

اللہ کی نافرمانی سے بچنے والا أَخْرَجَ الْعَرُوفِيُّ عَنْ قَتَادَةَ

قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ الْأَرْضَ لَا تَسْكِلُ عَلَى جَسَدِ الذِّي لَمْ
يَكْمَلْ خَطِيئَةً (شرح صفحہ ۱۲۲)

ترجمہ :- حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر ملی
ہے کہ جس شخص نے کوئی گناہ نہیں کیا زمین اس کے جسم پر قابو نہیں پاتی
یعنی اس کی جسم کو سڑاگلا نہیں سکتی۔

سورۃ ملک پڑھنے والے جو شخص سورۃ ملک پابندی سے پڑھتا رہے۔ تو

بے شمار فوائد سے حاصل ہوں گے۔ سب سے عظیم فائدہ یہ ہے کہ وہ عذابِ قبر سے محفوظ
رہے گا۔ اور وہ زندہ و سلامت رہے گا۔

جیسا کہ حدیث پاک میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے
کہ ایک صحابی رسول نے ایک قبر پر اپنا خیمہ گاڑا، لیکن ان صحابی کو اس جگہ قبر ہونے کا علم
نہیں تھا کچھ دیر بعد معلوم ہوا کہ یہاں کسی انسان کی قبر ہے۔ اور اس میں سے سورۃ ملک
شریف پڑھنے کی آواز آرہی ہے یہاں تک کہ پوری سورۃ کو ختم کر دیا جب کہ وہ صحابی
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوتے اور واقعہ بیان کیا کہ یا رسول اللہ

میں نے بے خبری میں ایک قبر پر خیمہ لگایا تھا تو اس قبر والے کو پوری سورۃ ملک پڑھنے سے
 قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْمَكَانَةِ هِيَ
 الْمُتَّجِبَةُ تُنَجِّيهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (اخرجه الزمذني
 وحاذا جلد ۲ صفحہ ۲۸۹)

ترجمہ: سرکار نے فرمایا سورۃ ملک روکنے والی اور نجات دلانے والی
 ہے اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے۔

ان احادیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ روحیں تو سب کی زندہ رہتی ہی
 ہیں۔ لیکن کچھ محبوبانِ خدا ایسے بھی ہیں جو وصال کے بعد جہانی دنیوی طریقے پر زندہ رہتے
 ہیں۔ ان کی حیات و ممات میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

الْمَوْتُ جَسَسٌ يُوصِلُ الْعَبِيْبَ إِلَى الْعَبِيْبِ
 ترجمہ: موت ایک ایسا پل ہے جس کو پار کر کے محبوب محبوب حقیقی کے
 قرب خاص میں پہنچ جاتے ہیں۔

بلکہ ان کی اخروی زندگی دنیوی زندگی سے بدرجہا افضل و اشرف ہے اور کچھ ائمہ
 کے برگزیدہ بندے ایسے بھی ہیں جن کا جسم قبر کے اندر محفوظ رہتا ہے قبر کی زمین اوپر
 اس کے حشرات کوئی گزند اور تکلیف نہیں پہنچا سکتے ان کا جسم مع کفن صحیح و سلامت رہتا

شہداء کی حیات شرح الصدور میں امام اجل جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ حدیث
 نقل فرماتے ہیں کہ سرور کائنات حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنگ احد
 سے واپس تشریف لارہے تھے اس وقت حضرت مصعب بن عمیر اور دوسرے شہداء
 کے پاس تشریف لائے اور کھڑے ہو کر فرمایا اے شہداء! اصر میں تم سب زندہ ہوئے گی گویا تیار ہوں
 اسکے بعد صحابہ کو مخاطب کیسے فرمایا کہ تم لوگ ان شہیدوں کی زیارت کرتے رہو اور ان پر سلام کرو قسم ہے اس
 ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت تک جو بھی ان پر سلام
 کرے گا اس کے سلام کا یہ لوگ جواب دیں گے۔

سرکار کے اس فرمان پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عامل رہے چنانچہ یہ ہی علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہاشم بن محمد عمری سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں جمعہ کے دن آفتاب غروب ہونے کے بعد میرے والد صاحب مجھے اپنے ہمراہ شہداء مدینہ کی زیارت کے لیے لے گئے آگے آگے وہ تھے اور ان کے پیچھے میں چل رہا تھا۔ جب میں قبرستان پہنچا تو میرے والد نے بلند آواز سے کہا سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِہَا صَبْرًا فَنِعْمَ عَقْبًا رَ تُو فُو رًا کِی نے جواب دیا عَلَیْکَ السَّلَامُ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اِس آواز کو سن کر میرے والد میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا بیٹا! یہ جواب تم نے دیا ہے، میں نے عرض کیا نہیں اب میرے والد صاحب نے مجھ کو پیچھے رکھنے کے بجائے اپنے داہنے جانب کر لیا اس کے بعد تین مرتبہ پھر سلام کیا اور ہر مرتبہ اپنے سلام کا جواب پایا فوراً میرے والد صاحب نے دربار خداوندی میں سجدہ شکر ادا کیا۔ (ش ص ۸۸)

فاطمہ زہرا علیہا حدیث: حضرت فاطمہ زہرا علیہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

کہ میں شہداء احد کے پاس شام کے وقت پہنچی میرے ساتھ میری بہن بھی تھیں میں نے کہا چلو سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر سلام کر لیں جب ہم نے قبر کے قریب آ کر سلام عرض کیا تو فوراً ہم کو سلام کا جواب سنائی دیا حالانکہ قریب میں کوئی بھی انسان موجود نہ تھا (ش ص ۸۸)

کیوں نہ ہو جب ان حضرات کے لیے سَلَامٌ عَلَیْہُمْ کی بشارت ہے تو سلام کرنے والے زائرین کے سلام کا جواب دینا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

شعر

ہرگز نہ میراں کہ دشمن زندہ شد بعشق

ثبت ست بر جریدہ معالم دوام نا

بزرگان دین کے عرس کا ثبوت امام بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقفی سے

نقل فرماتے ہیں کہ

قال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
 بين وبين الشهداء باعد في كل حول واذا بلغ الشعب
 رفع صوته فيقول سلام عليكم بما صبرتم ثم رفع
 غقبى الدار ثم ابوسبكر رضى الله تعالى عنه كل حول
 يفعل مثل ذلك ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان رضى
 رضى الله تعالى عنهم و كانت فاطمة بنت رسول الله صلى
 الله عليه وآله وسلم تأتيهم وتدعوهم وكان
 سعد بن ابى وقاص يسلم عليهم ثم يقبل على اصحابه
 فيقول الا تسلمون على قوم يردون عليكم السلام
 (شخص ص ۸۷)

ترجمہ:۔۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر سال شہداء اُحد
 کے پاس تشریف لے جاتے اور جب گھاٹی کے قریب پہنچتے تو بلند آواز سے
 اُن پر سلام فرماتے سرکار کے بعد خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 ان کے بعد خلیفہ دوم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے بعد خلیفہ
 سوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار کی سنت کریمہ پر عامل رہے
 اور ہر سال شہداء اُحد کی زیارت فرماتے اور سلام کرتے۔ شہزادی اسلام
 سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شہداء اُحد کی زیارت کو
 تشریف لے جاتی تھیں اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 بھی شہداء اُحد پر سلام کرتے اور اپنے ہمراہیوں سے فرماتے کہ تم لوگ
 کیوں نہیں سلام کرتے ان لوگوں پر جو تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں
 سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
 اجمعین کا ہر سال پابندی کے ساتھ شہداء اُحد کی زیارت کو تشریف لے جانا اور ان پر سلام

کرنا دعا کرنا ہمارے لیے اس بات کے ثبوت کو کافی ہے جو ہم بزرگان دین اولیاء اللہ اور علمائے کرام کے مزارات پر وقت مقررہ پر ہر سال حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہیں اور قرآن مجید پڑھ کر اور فقراء و مساکین کو کھانا کھلا کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور ان حضرات کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہوتے ہیں اب رہا یہ سوال کہ بعض اعراس میں مزارات طیبہ پر خلافِ شرع حرکتوں، ناچ رنگ کی مجلسیں، ڈھول تماشہ وغیرہ خرافات لہو و لعب کا پایا جانا تو یہ سب امور تو ہر جگہ ناجائز و حرام ہیں خاص طور پر مقامات مقدسہ پر تو اور اشد و ممنوع ہیں ان سب سے اجتناب لازم ہے لیکن ان افعالِ شنیعہ سے نفسِ حاضرہ و ایصالِ ثواب پر کیا اثر پڑے گا، نفسِ عرس تو ہر حال جائز ہے اور جائز رہے گا۔

جعفر طیار رضی اللہ عنہ جنگِ موتہ میں سرکارِ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یزیدین حارثہ کے بعد شکرِ اسلام کی سپہ سالاری کے لیے حکم فرمایا تو آپ علیہ السلام سنبھالے ہوتے خود بھی جنگ میں حصہ لے رہے تھے کہ کسی بد نصیب کی تلوار سے آپ کا ایک دست مبارک کٹ گیا۔ مگر آپ اس کی پرواہ کئے بغیر دشمنانِ اسلام سے نبرد آزما رہے کہ تھوڑی دیر بعد کسی تھقی ازلی نے دوسرے ہاتھ پر تلوار مار کر کاٹ دیا فوراً آپ نے پرچمِ اسلام کو اپنے دانتوں سے سنبھال لیا اور میدان میں اڑے رہے دونوں دوستان مبارک راہِ خدا میں قربان ہو چکے ہیں مگر حمایتِ دین میں آخری وقت تک قائم رہے۔ یہاں تک کہ جامِ شہادت نوش فرمایا اس کے متعلق سرکار فرماتے ہیں حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَأَيْتُ جَعْفَرًا يُطَيِّرُنِي الْجَنَّةَ مَعَ الْمَلَائِكَةِ

(اسد الغابہ جزا اول صفحہ ۲۸۷ مصری)

ترجمہ: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے دیکھا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ سرکار نے فرمایا کہ جبریل (علیہ السلام) نے مجھ کو خبر دی کہ
 ان اللہ قد جعل لجعفر جناحین مفرجین بالدم
 یطیون بہما مع المدائیک (اسد الغابہ اول صفحہ ۲۸۹ مصری)
 ترجمہ:۔۔۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے جعفر کو دو ایسے پر عطا فرمائیں جو خون میں
 لٹھڑے ہوتے ہیں اور وہ انہیں پروں سے فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہیں
 سبحان اللہ راہ حق میں جو اپنے کو قربان کر دے العام و اکرام خداوندی اس کو ان خوش
 رحمت میں ڈھانک لیتے ہیں۔

شعر
 فدا کر دے جو بہر دین و ایمان سر بھی سینہ بھی
 مبارک اس کا مرنا بھی مبارک اس کا جینا بھی

تین شامی قیدی امام المتین خاتم الحفاظ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ وہ بزرگ امام ہیں جن کی تصنیفات میں اسلام کا ایک عظیم سرمایہ محفوظ
 ہے اور ہندوستان کے تقریباً سبھی فرقے والوں کے نزدیک مسلم و معتد علیہ ہیں چنانچہ
 علم تفسیر میں ان کی مایہ ناز کتاب تفسیر جلالین شریف درس نظامیہ و درس عالیہ دونوں
 میں داخل نصاب ہے علامہ موصوف اپنی کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی و القبور
 کے صفحہ ۸۹ پر ذیل کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ ملک شام کے تین بھائی جو بڑے
 جری اور بہادر بہترین سوار تھے۔ جہاد فی سبیل اللہ ان کا مشغلہ تھا۔ ایک مرتبہ رومیوں
 نے ان تینوں کو گرفتار کر لیا اور بادشاہ روم کے دربار میں پیش کیا شاہ روم نے ان
 حضرات کو ملک دینے اور شہزادیوں سے شادی کر دینے کا لالچ دلایا اور دین اسلام
 چھوڑ کر دین عیسائیت قبول کرنے کو کہا۔ مجاہدین نے شاہ روم کی پیش کش کو ٹھکرا دیا
 اور جب دیکھا کہ اب دشمنوں کے زخے میں پھنس گئے ہیں نجات کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی
 تو فوراً یا محمد اہ یعنی یا رسول اللہ کہہ کر سرکار کو پکارا۔ شاہ روم نے حکم دیا کہ تین دیگوں
 میں زیتون کا تیل تین دن تک کھولایا جاتے۔ تین دن تک تیل کھولتا رہا اور ہر روز ان مجاہدین

کو دکھایا جاتا اور دین عیسائیت کی دعوت دیتے لیکن یہ حضرات انکار ہی کرتے رہے۔ بادشاہ روم جب اپنے ناپاک ارادے میں ناکام رہا تو پہلے بڑے بھائی کو اس کو لٹے ہوئے تیل میں ڈلوایا اس کے بعد منجھلے کو پھر چھوٹے کو قریب لایا گیا۔ اس وقت ایک درباری نے بادشاہ سے عرض کیا: اے بادشاہ سلامت! اس جوان کو آپ میرے سپرد کریں میں اپنی تدبیر سے اس کو دین اسلام سے منحرف کر لوں گا۔ بادشاہ نے دریافت کیا کس طرح تم اس کو درغلاؤ گے؟ درباری نے عرض کیا کہ حضور عربی لوگ عورتوں کے شائق ہوتے ہیں اور ملک روم میں میری لڑکی سے بڑھ کر کوئی عورت حسن و جمال نہیں رکھتی ہے۔ میں اس جوان کو اس کے سپرد کر دوں گا وہ اس پر ڈور سے ڈال کر اپنی طرف متوجہ کر لے گی جب اس کے دل میں لڑکی کا عشق پیدا ہو جائیگا تو اس کو حامل کرنے کے لیے یہ جوان اپنے دین سے پھر جاتے گا۔ اسکے لیے مجھے چالیس روز کی مہلت دی جاتے چنانچہ درباری نے مہلت لے کر مجاہد کو اپنی بیٹی کے حوالے کر کے حالات سے باخبر کر دیا لڑکی بولی ابا جان آپ بے فکر رہیں اس جوان کو اپنے دام حسن میں پھنسا لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ یہ تو منٹوں میں کر لوں گی مگر اس لڑکی کو کیا خبر کہ یہ شخص نو جوان تو ضرور ہے لیکن کچھ دھاگے میں نہیں بندھا ہے اس کے رگ و ریشہ میں عشق رسول سراپت کر چکا اور اسلام کی حقانیت سے اس کا سینہ معمور ہو چکا ہے اور

بقول شاعر

سما سکتی ہے کیونکر جب دنیا کی ہوا دل میں
بسا ہو جب کہ نقشِ حبِ محبوبِ خدا دل میں

چنانچہ مجاہد جب درباری کے مکان پر پہنچے تو انہوں نے اپنا معمول بتا لیا کہ دن بھر روزہ سے رہتے اور ساری رات عبادت میں گزار دیتے۔ یہاں تک کہ چالیس دن کی مقررہ مدت قریب الختم ہو گئی لڑکی رات دن اس فکر میں رہتی کہ کوئی موقع ملے تو میں جوان کو اپنے اوپر فریفتہ کر لوں۔ لیکن وہ اپنے مقصد میں ناکام رہی۔ ایک دن درباری نے بیٹی سے دریافت کیا کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوئی یا نہیں؟ لڑکی نے کہا میں بالکل ناکام ہوں چونکہ اسی شہر میں اس کے دو بھائی مارے گئے ہیں اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ اسی وجہ سے وہ میری جانب التفات نہیں کرتا لہذا مناسب یہ ہے کہ بادشاہ سے

اور کچھ دنوں کی مہلت مانگ لیجئے اور اس جوان کو میرے ساتھ کسی دوسرے شہر میں رہنے کا انتظام کر دیجئے اگرچہ یہ سب انتظام بھی ہو گیا۔ لیکن اس شامی نوجوان نے وہاں پر بھی پہنچ کر اپنے معمولات کو برقرار رکھا یہاں بھی وہی دن بھر روزہ، رات بھر نماز، جب دوسری مدت بھی ختم ہونے کو آئی تو ایک رات کو لڑکی نے کہا اے نوجوان تجھے تیرے رب کی قسم ہے تجھ کو اس عبادات و ریاضت میں مشغول دیکھ کر میرے دل کی تو دنیا ہی بدل گئی۔ میں شکاری بن کر تجھے شکار کرنا چاہتی تھی لیکن اب میں خود تیرا شکار ہو چکی ہوں اور میں اپنا دین و مذہب چھوڑ کر تیرے دین کو قبول کر چکی ہوں۔

شعر
ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

اب نوجوان مجاہد اس لڑکی کی طرف متوجہ ہوا اور دونوں صلاح و مشورہ کر کے رات کے وقت گھوڑوں پر سوار ہو کر خاموشی کے ساتھ اس جگہ سے نکل پڑے صرف رات میں سفر کرتے اور دن میں چھپ کر کہیں پناہ گزین ہو جاتے۔

ایک رات دونوں گھوڑے پر سوار جا رہے تھے کہ انہیں پیچھے سے چھ گھوڑوں کے آنے کی آواز سنا دی دیکھا تو نوجوان مجاہد کے دونوں شہید بھائی تھے جن کو شادوم نے تیل کی کھولتی ہوتی دیگ میں ڈلوادیا تھا اور ان کے ساتھ فرشتوں کا ایک گروہ بھی ہے جیب وہ قریب آگئے تو نوجوان نے سلام کیا اور حالات دریافت کئے۔ انہوں نے بتایا کہ بس وہ تو ایک غوطہ تھا جو تم نے ہمیں کھولتے ہوئے تیل میں لگاتے دیکھا پھر ہم جنت الفردوس میں جا کر نکلے خداوند قدوس نے ہمیں اس وقت تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ اس نوجوان لڑکی سے تمہاری شادی کرادیں چنانچہ شادی کر کے دونوں شہید واپس ہو گئے۔

در سال مبارکہ الانوار الانتباه و شصت و نین و نون

سبحان امّہ شہیدوں کی شہادت اور فرشتوں کی نورانی بارات میں یہ مبارک شادی رجائی

جاری ہے کیوں نہ ہو
فدا کر دے جو بہر دین و ایمان سر بھی سینہ بھی

مبارک اسکا مرنا بھی مبارک اس کا جینا بھی

اس نورانی واقعہ سے ثابت ہوا کہ مصیبت و پریشانی کے وقت مجاہدین اور غازی
حضرات یا رسول اللہ کہہ کر حضور اکرم و افع رشح والم فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
مدد طلب کرتے تھے یہ بھی ثابت ہوا کہ شہید زندہ ہوتے ہیں۔ حیات جسمانیہ حسیہ کے ساتھ
اور انہیں عالم میں آنے جاتے اور عجزوں کی فریادرسی کرنے کی قدرت ہوتی ہے۔
وہ حضرات اپنے اعزہ و احباب کی شادی و غمی میں شرکت فرماتے ہیں اور ان کے
ہمراہ فرشتوں کا نورانی گروہ بھی ہوتا ہے سچ ہے۔

شعر سیعطی الصادقین بفضل صدق

نجات فی الحیات و فی السمات

فقیر عبد الرحمن نوری آپ شہر منصورہ کے رہنے والے تھے جس وقت عیسائیوں

کا اس شہر پر قبضہ ہوا تو انہوں نے مسلمانوں کو گرفتار کر کے انکا قتل عام شروع کر دیا۔ جس
وقت عیسائی حضرت عبد الرحمن نوری کو گرفتار کرنے آئے اس وقت آپ قرآن کریم کی
آیت مبارکہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا الخ تلاوت
فرما رہے تھے کہ جو لوگ خدا کی راہ میں قتل کر دیئے گئے انہیں مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ
زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے روزی پاتے ہیں۔

گرفتار کرنے کے بعد جب عیسائیوں نے آپ کو شہید کرنا چاہا اس وقت ایک
عیسائی نیزہ (پلم) ہاتھ میں لیے ہوتے آیا اور آپ کے سر مبارک پر نیزہ مار کر شہید کر

لے۔ بیہقی زباں حضرت قاضی شاد اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ان اللہ تعالیٰ یعطی للدعوات
قوة الاجساد فیذہبون من الارض والسماء والجنة حیث یشاؤن ویبصرون
اولیائہم ویدمرون اعدائہم ان شاء اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ انکی ادراج کو
بہم کی سی قوت عطا فرماتے ہیں کہ اسکے ذریعے وہ زمین، آسمان اور جنت وغیرہ جہاں چاہتے ہیں یہ کہتے
ہیں اور اپنے دشمنوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کہتے ہیں۔

و تفسیر مطہری زیر آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا الخ

شہید کر دیا اور کہا کہ اے مسلمانوں کے عالم گرفتار ہونے سے پہلے تو کہتا تھا کہ شہید مرتے نہیں زندہ رہتے ہیں اب تیری زندگی کیا ہوئی؟ عیسائی کی زبان سے اتنا سنا تھا کہ آپ نے فوراً اٹھایا اور فرمایا حتیٰ قَسَبِ الْكُفْبَةِ مَسْتَكِينِ كَعْبِ كِے رب کی قسم میں زندہ ہوں۔ یہ کلمہ دو مرتبہ فرمایا۔ عیسائی یہ منظر دیکھ کر فوراً سواری سے نیچے اتر پڑا اور سر مبارک کو بوسہ دینے لگا۔ اور لاش مبارک کو اپنے شہر اٹھالے گیا۔

شعر
 فراز دار پر پہنچا زمانے سے تھا ہو کر . (ش میں صفحہ ۸۶)
 حیات جاوداں پائی راہِ حق میں فنا ہو کر

اسی طرح کا دوسرا واقعہ صاحب شرح الصدور نقل فرماتے ہیں کہ ابوسعید خزار نے بیان کیا کہ میں مکہ معظمہ میں تھا کہ باب بنی شیبہ کے قریب ایک جوان کو مردہ دیکھا جب اس پر میری نگاہ پڑی تو وہ مسکا کر فرمانے لگے اے ابوسعید کیا تو نہیں جانتا کہ
 اِنَ الْاَحْيَاءِ اَحْيَاءٌ وَاِنِ الْمَاتُوتِ اِنَّمَا يَنْتَقِلُونَ مِنْ دَارِ
 اِلٰی دَارٍ

ترجمہ: بیشک امتد کے محبوب بندے مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں
 ان کی موت صرف یہ ہے کہ وہ ایک مکان سے دوسرے مکانوں میں منتقل
 کر دیئے جاتے ہیں۔ (ش میں صفحہ ۸۶)

شعر اولیا کو مت سمجھتے مر گئے وہ تو اس دنیا سے اپنے گھر گئے

امام عالی مقام کا سر مبارک جب یزیدیوں نے امام عالی مقام اور آپ کے رفقاء کو شہید کر دیا اور اہل بیت کے شہزادوں اور شہزادیوں کو گرفتار کر لیا اور شہیدوں کے سروں کو نیزوں پر رکھ کر شہر بہ شہر پھراتے ہوئے دمشق میں پہنچے ابن عساکر کی روایت ہے کہ مہال بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے چشم خود دیکھا کہ ایک شخص سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے سامنے سورہ کہف پڑھ رہا تھا جب وہ اس آیت پر پہنچا۔

ان اصحاب الكهف والرقیبہ کا تو ایں آیتنا عجبا
 ترجمہ: یعنی بیشک اصحاب کہف اور رقیب ہماری نشانیوں میں سے عجیب
 تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے سر مبارک کو گویائی دی اور بزبان فصیح فرمایا۔
 اعجب من اصحاب الكهف قتلی وحملی
 ترجمہ: کہ اصحاب کہف کے واقعے سے میرا قتل اور میرے سر کو لیے پھرنا
 عجیب تر ہے۔

کیونکہ اصحاب کہف پر کافروں نے ظلم کیا تھا اور حضرت سیدنا امام حسین کو ان کے
 نانا جان کی امت نے مہمان بنا کر بلایا پھر یوفائی کر کے پانی تک بند کر دیا اور آپ کے
 آل و اصحاب کو آپ کے سامنے شہید کیا پھر خود حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی
 شہید کر دیا اور اسی پر بس نہ کیا بلکہ اہل بیت کی شہزادیوں اور شہزادوں کو گرفتار کیا اور
 شہداء کے سروں کو نیزوں پر رکھ کر گلی گلی پھرایا۔ اصحاب کہف کا سا لہا سال کی طویل
 نیند کے بعد بولنا ضرور عجیب ہے، لیکن حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کا
 جسم پاک سے جدا ہونے کے بعد کلام فرمانا اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات ہے۔
 (سوانح کربلا صفحہ ۱۴۲)

صدیق اکبر نے شہید کی وصیت کمان لیا جنگ یمامہ جو خلیفہ اول سیدنا صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں واقع ہوئی اس میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ جب شہید ہو گئے تو کسی مسلمان نے ان کی زرہ اتار لی چنانچہ دوسرے دن
 ایک مجاہد نے خواب میں حضرت ثابت بن قیس کو دیکھا وہ فرماتے ہیں کہ میں تجھ سے ایک
 وصیت کرتا ہوں تم اس کو خواب و خیال سمجھ کر ٹال مت دینا، واقعہ یہ ہے کہ کل جب
 میں شہید ہوا تو ایک مسلمان نے میری زرہ اتار لی اس کا خیمہ سب سے پیچھے ہے اور اس
 کے خیمہ کے پاس کے ایک گھوڑا لمبی رسی سے بندھا ہوا ہے اس شخص نے زرہ کو خیمہ کے اندر
 دیگ کے نیچے چھپا کر اوپر سے مجاہد رکھ دیا ہے لہذا تم سپہ سالار اسلام حضرت خالد بن ولید

کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ وہ کسی کو بھیج کر اس زرہ کو منگوالیں پھر جب تم مدینہ منورہ جاؤ تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کر دینا کہ میرے اوپر اس قدر قرض ہے اور میرے فلاں فلاں غلام آزاد ہیں جب وہ صحابی خواب سے بیدار ہوتے تو حضرت خالد بن ولید پہ سالار اسلام کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنا خواب بیان کیا انہوں نے اسی پتہ پر زرہ لانے کے لیے آدمی بھیجا تو ان کے بیان کی مطابق اسی مقام پر زرہ پائی گئی، اس کے بعد جب وہ خواب دیکھنے والے مجاہد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں حاضر ہوتے تو اپنا پورا خواب آپ سے بیان کیا حضرت نے سن کر ثابت بن قیس کی وصیت کو قبول فرما کر اس پر پورا پورا عمل فرمایا یعنی ثابت بن قیس کا قرض ادا کر دیا اور ان کے غلاموں کو آزادی کا حکم صادر فرمایا۔

(اسد الغابہ اول صفحہ ۲۳۰ وغازن جلد چہارم صفحہ ۱۶۵)

آواز آرہی ہے شہیدوں کی خاک سے
بخشتی گئی ہے زندگی سب اوداں مجھے

شعر

شہداء فی البحر کی مخالفت حضرت عبید اللہ بن سعید فرماتے ہیں کہ ایک مجلس

میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آئے جن کی آنکھیں مہری تھیں۔ حضرت حسن نے دریافت کیا کہ تمہاری آنکھ کا پیر رنگ پیدا کی ہے یا عارضی؟ اس شخص نے جواب دیا کہ کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ حضرت حسن نے فرمایا تم کون ہو اس پر اس شخص نے اپنا نسب بیان کیا تو سب حاضرین مجلس نے اس کو پہچان لیا اور دریافت کیا کہ آخر تمہاری حالت ایسی کیوں ہو گئی؟ اس نے اپنی سرگزشت اس طرح بیان کی کہ میں اپنا سب مال لے کر کشتی پر سوار ملک میں جا رہا تھا بادِ مخالف چلی جس سے کشتی ڈوب گئی سارا مال و اسباب ہلاک ہو گیا میں ایک تختہ پر بیٹھ کر سمندر کے ساحل پر پہنچا اور تقریباً چار ماہ تک ادھر ادھر سرگرداں رہا اور درختوں کا پھل کھاتا اور سمندر کا پانی پیتا۔ جب نجات کی کوئی سبیل نظر نہ آتی تو ایک جانب ہمت کر کے چل پڑا کہ اگر زندگی باقی ہے تو

سلامتی سے نکل جاؤں گا۔ کچھ ہی دُور چلا تھا کہ ایک عالیشان محل دکھائی دیا وہاں پہنچ کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا دیکھا تو محل کے اندر طاقتوں میں موتی کے صندوق ہیں جو مقفل ہیں لیکن ان پر نگاہ پڑتے ہی کھل جاتے ہیں۔ میں نے ایک صندوق کھولا تو کے اندر سے عمدہ قسم کی خوشبو آتی اور اس میں ریٹم کے کپڑوں میں کچھ آدمی لپٹے ہوتے نظر آتے ان کو ہلایا تو معلوم ہوا کہ مردہ ہیں لیکن بالکل زندوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں میں نے فوراً صندوق بند کر دیا اور محل سے نکل آیا گھوڑی دُور اور آگے چلا تو دو شخص گھوڑے پر سوار نظر آتے جو بہت ہی حسین و جمیل ہیں انہوں نے مجھ سے حالات دریافت کئے میں نے اپنا پورا واقعہ سنایا۔ دونوں سواروں نے کہا اچھا اور آگے جاؤ ایک بزرگ درخت کے نیچے نماز میں مشغول ملیں گے ان سے اپنا قصہ بیان کرو وہ تمہاری مدد فرمائیں گے میں نے ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور واقعہ بیان کیا محل کا واقعہ سن کر ان کو کچھ گھبراہٹ ہوئی فرمایا تم نے وہاں پر کیا کیا؟ میں نے کہا صندوق اور دروازہ سب بند کر دیا اب ان کو اطمینان ہوا فرمایا اچھا تم بیٹھو اتنے میں ایک بادل آیا جس نے کہا۔ السلام علیک یا ولی اللہ بزرگ نے فرمایا کس طرف کا ارادہ ہے؟ بادل نے جواب کہ فلاں مقام پر جانا ہے اس کے بعد دُور سا بادل حاضر ہوا۔ اس نے کہا میں لبرہ کوڑھا ہوں ابھی بزرگ نے اس کو حکم دیا اچھا تم نیچے اتر آؤ وہ فوراً اتر کر حاضر خدمت ہوا بزرگ نے اس شخص کو سوار کر کے اس کی منزل تک پہنچا دو جب میں اس بادل پر سوار ہوا تو ان بزرگ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ کو اس ذات کا واسطہ جس نے آپ کو یہ بلند مرتبہ عنایت فرمایا مجھے یہ بتادیں کہ وہ محل کیسا ہے اور وہ گھوڑے سوار کون لوگ ہیں؟ اور آپ کون ہیں؟ بزرگ نے جواب دیا جو محل تم نے دیکھا ہے وہ سمندر میں شہید ہونے والوں کے لیے ہے۔ جو سمندر میں شہید ہو جاتے ہیں تو کچھ فرشتے مقرر ہیں جو انہیں اٹھا کر اس محل میں صندوق کے اندر ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ اور وہ دونوں گھوڑے سوار ہر صبح و شام اشرف العزت کی جانب سے سلامتی کی خوش خبری سنا تے ہیں اور میں خضر ہوں (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں نے دربارِ الہی

میں سوال کیا ہے کہ میرا حشر تمہارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے ساتھ
 ہوا۔ بعد ازاں میں اس جگہ سے بادل پر سوار ہو کر چلا تو مجھ پر ایسا خوف دہرا اس طاری
 ہوا کہ جس سے میری صورت متغیر ہو گئی۔ جیسا کہ اس وقت آپ لوگوں کو نظر آ رہی ہے۔
 اس واقعہ کو علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب اصحابہ فی معرفت الصحابہ میں
 نقل فرمایا ہے (بحوالہ شمس ص ۱۷۹)

قرآن کریم کی نصوص ظاہرہ و فرامین نبویہ اور تاریخی واقعات سے شہداء کرام کی
 حیات طیبہ جہانگیرہ واضح طور پر ثابت ہو چکی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ حضرات باذنہ تعالیٰ
 مختلف مقامات پر تشریف لیجاتے اور رنج و مصیبت میں مبتلا ہونے والوں کی امداد و اعانتہ
 فرماتے اور فریاد رسی کو پہنچتے ہیں جو ان حضرات کی حیات مبارکہ میں شک و شبہ ظاہر کرے
 یا انکار کرے وہ قرآن و حدیث کا مخالف ہے اور عقیدہ اسلام سے منحرف ہے ان وضع
 اور روشن دلائل کے باوجود اگر کسی بد قسمت کو حق نہ نظر آتے تو اس کا کیا علاج۔

شعر
 تہی دستاں قیمت راجہ سودا زر ہبر کامل
 کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

تیرا باب

اولیاء و صلحاء کی حیاتِ برزخی

قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔

الْآنَ أَوْلِيََاءُ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

ترجمہ: انجبردار بلاشبہ اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ ملال۔

مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ

ترجمہ: جو اللہ والا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

بلاشبہ جو اللہ کا محبوب اور پیارا ہو جاتا ہے اس کو نہ تو دنیا میں کسی کا خوف و خطر رہتا ہے اور نہ آخرت ہی میں ان حضرات کو کوئی رنج و غم ہے، دنیا کی زندگی میں حاجتمندوں کی حاجت روائی فرماتے ہیں اور نامرادوں کی مرادیں بر لاتے ہیں بلاؤں کو رد فرماتے ہیں مظلوموں کی فریادرسی کرتے ہیں، درندے، آگ، پانی، ہوا اور زمین سب ان حضرات کیلئے مسخر کر دی جاتی ہے جیسا کہ اولیاء کرام کے حالات کے مطالعہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی ہوا میں اڑتا نظر آتا ہے تو کوئی پانی بچہ نما زاد اکر رہا ہے وغیرہ وغیرہ ای طرح وصال کے بعد بھی اپنے فیوض و برکات سے معتقدین و زائرین کو مستفیض فرماتے اور اہل حاجت کی حاجت روائی فرماتے رہتے ہیں جس کو جس قدر ان حضرات سے قرب حاصل ہوگا، اسی قدر فیضیاب ہوگا۔ اور رحمت خداوندی کا مستحق ہوگا چنانچہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ بندہ نفل عبادات کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب و پیارا بنا لیتا ہوں۔ اور جب وہ میرا محبوب و پیارا ہو جاتا ہے تو میں اس بندے کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنا کرتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے چلتا ہے اور اگر مجھ سے کچھ طلب کرتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ میری پسند

میں آنا چاہتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں۔ میں اس کے کسی سوال کو رد نہیں کرتا۔

شعر
گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

اسی حدیث قدسی میں اللہ رب العزت جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے مَنْ عَادِلِي
وَلِيًّا فَكَذَّابٌ مُنْتَهَى بِالْحَرْبِ

ترجمہ: جس (بد نصیب) نے میرے کسی ولی سے عداوت کی اس کو میری طرف
سے اعلان جنگ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۹۷)

توضیح حدیث: اللہ تعالیٰ جسم و جسمانیات سے منزہ ہے لہذا کسی بندے کا ہاتھ پاؤں
انگلی کان وغیرہ ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو مقام قرب میں پہنچ کر منجانب اللہ وہ
طاقت و قدرت بخش دی جاتی ہے جو عام انسانوں سے بدرجہا اتم و اکمل ہوتی ہے اور
جب وہ بندہ اپنی اس خداداد طاقت و قوت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جیسے مہینوں کی مسافت
منٹوں میں طے کر لینا۔ دور دراز کی چیزوں کو دیکھ لینا۔ مردہ کو زندہ کر دینا ایک وقت میں
مختلف مقامات میں موجود ہونا وغیرہ تو اس کو کرامت کہتے ہیں۔

حدیث پاک سے کھلے طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے ان محبوبوں کی شان میں بے
ادبی و گستاخی کرنا ان سے بغض و عداوت کرنا رب تعالیٰ کی ناراضگی ہے ذرا سوچیں وہ
لوگ جو ان محبوبانِ حق کو اپنے جیسا کہتے ہیں اور مٹی کا ڈھیر بتاتے ہیں اور بتوں اور تھانوں
سے تشبیر دیتے ہیں اور ان کے مزارات طیبہ پر جاضری کو شرک و بدعت قرار دیتے ہیں۔ اور
طرح طرح کے گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں کیا محبت و عقیدت کی یہی دلیل ہے۔
یا بغض و عداوت کی کھلی ہوئی علامت ہے۔

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ
إِنَّ السُّحْبَ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيبٌ

باقی رہنے والی محبت قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

الْأَخِيَّةَ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ
ترجمہ: گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے
مگر پرہیزگار (ترجمہ رضویہ پارہ ۲۵، ص ۱۲۰)

اللہ والوں سے عقیدت و محبت وہ مضبوط رشتہ ہے جو دنیا و آخرت دونوں جگہ قائم
رہنے والا ہے قیامت کے دن جب کہ نفسی نفسی کا عالم ہو گا۔ کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہو
گا۔ اس وقت یہ جماعت بے خوف ہوگی اور اپنے مجتہدین کی دستگیری کرے گی۔

شعر
أَحَبُّ الصَّالِحِينَ وَكُنْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللَّهَ يَرْشُقُنِي صَلَاحًا

اولیاء اللہ، بزرگان دین کا دنیا و آخرت دونوں مقام پر امداد و اعانت کرنا۔ فریاد
رسی کرنا، احادیث نبویہ سے ثابت ہے ملاحظہ فرمائیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

إِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا إِذْ اخْتَصَّاهُمْ بِعَوَائِجِ النَّاسِ يُفْرَعُ
النَّاسُ إِلَيْهِمْ فِي عَوَائِجِهِمْ أَوْلِيَاءُ الْأَمِينُونَ مِنْ
عَذَابِ النَّارِ

ترجمہ: اللہ عزوجل کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت
روا قی خلق کے لیے خاص فرما دیا ہے لوگ گہرا تے ہوتے اپنی حاجتیں
ان کے پاس لاتے ہیں اور ان بندوں کا خود

یہ حال ہے کہ عذاب اللہ سے امان میں ہیں الطبرانی فی الکبیر عن ابن عمر
رضی اللہ عنہ بسند حسن (بحوالہ الامن والاعلیٰ، امام احمد رضا ص ۳)

دوسری حدیث: سید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ
إِذَا سَرَادَ اللَّهُ بِسَبْدٍ خَيْرًا صَيَّرَ عَوَائِجِ النَّاسِ إِلَيْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو
لوگوں کا مرجع حاجات بناتا ہے کہ لوگ اپنی حاجتیں اس کے پاس لے
جاتیں اور وہ حاجت برآری فرماتیں (حوالہ مذکورہ ص ۳)

ان ارشادات سے ظاہر ہوا کہ اولیاء کرام وصال کے بعد بھی عالم کے اندر تصرف کرتے اور اس کے کاموں کی تدبیر فرماتے ہیں۔

امام غزالی و امام رازی علامہ احمد بن محمد شہاب خفاجی کفایۃ الراضی میں امام

حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی و امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ
 اذا تحیرتم فی الامور فاستعنوا من اصحاب القبور
 الا انہ لیس بحديث كما توهمون لذا اتفق الناس علی
 زیارة مشاہد السلف و التوسل بہم الی اللہ تعالیٰ
 وان انکرہ بعض الملاحدہ فی عصرنا و المشکی الیہ
 هو اللہ (الامن و العلی ص ۷۷)

ترجمہ:۔ جب تم اپنے کاموں میں متحیر ہو تو مزارات اولیاء سے مدد مانگو
 مگر یہ حدیث نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں کو وہم ہوا ہے اور اسی لیے بزرگان
 دین و اولیاء کرام کی زیارت کرنے اور انہیں اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ بنانے
 پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اگرچہ ہمارے زمانہ میں بعض ملحد بے دین لوگ اس
 کے منکر ہوتے اور خدا ہی کی طرف اس فساد کی فریاد ہے۔

سبحان اللہ کیا صاف و صریح فرمان ہے اہل سنت کو بدعتی کہنے والے دیکھیں کہ بدعتی
 کون ہے؟ اولیاء کرام سے عقیدت و محبت رکھنے والے اور ان سے مرادیں مانگنے والے
 ان کو وسیلہ ٹھہرانے والے یا ان سب امور مستحبہ و متفقہ کو شرک و بدعت کہنے والے امام
 غزالی و امام فخر الدین رازی رحمہما اللہ تعالیٰ عنہما زیارت قبور اور اہل قبور سے طلب
 استعانت کو مستلک اور متفقہ مستلک فرماتے ہیں اور مخالفت کرنے والوں کو بے دین اور ملحد
 فرماتے ہیں ان پر کیا فتویٰ لگاؤ گے؟

غیر اللہ سے مدد مانگنا حدیث شریف میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اذا صل احدکم شیئاً و اراد عوناً و هو بارض
 لیس بها انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ
 اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان لله عباداً لایراهم
 (بحوالہ برکاتہ الامداد امام احمد رضا صفحہ ۱۶)

ترجمہ :- جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز کم ہو جائے یا راستہ بھول جائے
 اور رہنمائی میں مدد چاہتا ہو مگر ایسی جگہ ہو کہ وہاں کوئی ہمد ہم نہیں تو اس کو
 چاہیے اس طرح پکارے تین مرتبہ کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو کیونکہ
 اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کریں گے۔
 طرانی و ابن الجوان وغیرہ محدثین نے نقل فرمایا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
 اطلبوا الفضل عند الرحماء من امتی تعیشوا فی اکتافہم فان
 فیہم رحمتی۔

ترجمہ :- میرے رحمدل امتیوں سے فضل طلب کرو کہ ان کے سایہ میں
 چہن کرو گے کیونکہ ان میں میری رحمت ہے۔
 دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ

اطلبوا الحوائج الی ذوی الرحمة من امتی برئقوا و تنجوا
 ترجمہ :- اپنی حاجتیں میرے رحمدل امتیوں سے مانگو رزق پاؤ گے مرادیں
 پوری ہوں گی۔

دوسری جگہ حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے رحمدل
 بندوں سے فضل طلب کرو ان کے دامن رحمت میں عیش کرو گے کیونکہ میں نے ان کے
 اندر اپنی رحمت رکھی ہے۔ (حوالہ مذکورہ)

طوالت کے خوف سے اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ اس باب میں متعدد آیات
 قرآنیہ و احادیث نبویہ پیش کی جاسکتی ہیں جن کے اندر غیر اللہ سے مدد مانگنے اور وسیلہ پھرانے
 کی مباحث ثابت ہوتی ہے لہذا اس سے انکار بلاشبہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ و

وآلہ وسلم کے فرمان کی مخالفت ہے جو یقیناً بدعت و گمراہی ہے۔

اسلامی عقیدہ مذکورہ بالا دلائل سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا مرادیں چاہنا حاجت روا ماننا جائز ہے لیکن ان سے مدد مانگنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان کو موثر حقیقی اور مختار مطلق مان لیا جاتے بلکہ فیض یافتہ و فیض رساں جان کر وسیلہ ٹھہراتے اور یہی ہر مسلمان صاحب ایمان سمجھتا بھی ہے کہ

توسل کر نہیں سکتے خدا سے

اسے ہم مانگتے ہیں اولیا سے

ورنہ کوئی جاہل سے جاہل مسلمان ہرگز ہرگز کسی ولی یا بزرگ کو خدا یا موثر حقیقی سمجھ کر معاذ اللہ مراد نہیں مانگتا۔ ہمارے طرف گنواروں میں یہ مثل مشہور ہے کہ گاجی میان کا دگھوٹے آنکھ دیہیں؛ یعنی کیا سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کو آنکھ گھر سے دیں گے؛ دیگر اب لیکن ان کے وسیلے اور ان کی دعا سے چنانچہ علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ القوی فرماتے ہیں کہ

لَيْسَ الْمُرَادُ نِسْبَةً النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَلْقِ
وَالِاسْتِغْلَالِ بِالْأَفْعَالِ هَذَا لَا يَقْصِدُهُ مُسَلِّمٌ فَصَرَفَ
الْكَلَامَ إِلَيْكَ وَمَنْعَهُ مِنَ التَّلْبِيسِ فِي الدِّينِ وَالنَّشْوِئِ
عَلَى عَوَامِ الْمُؤَحِّدِينَ۔

ترجمہ :- یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالق اور فاعل مستقل ٹھہراتے ہوں یہ تو کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا۔ لہذا اس معنی پر کلام کو ڈھال کر استعانت سے منع کرنا دین میں مخالطہ دینا اور عام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

امام ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

التَّوْبَةُ وَالِاسْتِعَانَةُ بِبِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَبِنَايِهِ لَيْسَ لَهَا مَعْنَى فِي قُلُوبِ الْمُسْلِمِينَ غَيْرُ

ذَلِكَ وَلَا يَقْصِدُ بِهَا أَحَدٌ مِنْهُمْ سِوَاهُ فَمَنْ لَمْ يَنْشِخْ صَدْرَهُ لِذَلِكَ
فَلْيَكُنْ عَلَى نَفْسِهِ إِلَى الْآخِرِ (برکاتہ الامداد صفحہ ۲۵)

ترجمہ:۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضور کے سوا انبیاء اور پیام
علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف توجہ کرنا اور ان سے فریاد چاہنے کے یہی معنی مسلمانوں
کے دل میں ہیں اس کے سوا کوئی بھی مسلمان دوسرے معنی مراد نہیں لیتا
لہذا اگر کسی کا دل اسے قبول نہ کرے یا اس کی سمجھ میں نہ آئے تو اس کو اپنی قیمت
پر رونا اور اپنے اوپر ماتم کرنا چاہیے (کہ ایسی ناقص فہم اسے ملی،
کسی کی کم فہمی یا لاعلمی کی بنا پر اللہ ورسول کا حکم تو نہیں بدل دیا جائیگا۔

شعر
گر نہ بسیند بروز شپہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

حقیقتہً فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ رب العزت
اور بندے کے درمیان واسطہ اور ذریعہ ہیں۔

امام شافعیؒ امام اعظم کے مزار پر سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار

پاک پر علماء و مشائخ و عوام الناس کا ایک اتر دھام ہوتا لوگ اپنی حاجتیں و مرادیں ان کے
وسیلہ سے طلب کرتے اور بامراد واپس ہوتے آپ کا مزار اہل حاجت کے لیے تریاق کا اثر
رکھتا ہے اسی لیے عوام تو عوام ائمہ وقت بھی ضرورت کے وقت حاضری دیتے چنانچہ سیدنا
امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مجتہد وقت امام زمانہ اور صاحب مذہب بھی ہیں آپ کو جب
کوئی مشکل درپیش ہوتی یا کسی مسئلہ میں سچپیگی ہوتی تو آپ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے مزار پاک پر بصد عزت و احترام حاضر ہوتے اور مسلک حنفی پر دو گانہ ادا فرماتے اور ارشاد
فرماتے ہیں کہ اس جلیل القدر امام کے سامنے اس کے مذہب کے خلاف نماز ادا کروں مجھے
شرم آتی ہے چنانچہ الخیرات الحسان میں حضرت علامہ شہاب الدین بن حجر علیہ الرحمۃ ارشاد
فرماتے ہیں۔

اعلم انه لم ينزل العلماء وذو العاجات ينزرون
 قبره ويتوسلون عنده في قضاء حوائجهم ويردون نجح
 ذلك منهم الامام الشافعي رحمة الله تعالى لما كان
 بغداد فانه جاء عنه انه قال اني لا تبرك بابي خنيفة
 واجئ الى قبره فاذا عرضت لي حاجة صليت ركعتين وجئت
 الى قبره وسالت الله عنده فتصني سريعا وذكر بعض
 المتكلمين على منهاج النووي ان الشافعي صلي الصبح عند
 قبره فلم يقنت فقيل له لع قال تا دبا مع صاحب هذا
 القبر وذكر ذلك غيره ايضا وخرا دانه له وجهه بالبسة
 (الخيرات الحسان صفحہ ۶۳ مطبوعہ مصر)

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں علماء و اہل حاجت حضرات ہمیشہ
 امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پاک کو وسیلہ بناتے اور ان کی حاجتیں پوری
 ہوتی تھیں ان علماء میں سے ایک تو خود حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 ہیں جس وقت آپ بغداد میں قیام فرماتے تو فرماتے ہیں — کہ میں
 امام ابو حنیفہ سے فیوض و برکات حاصل کرتا ہوں جب مجھے کوئی ضرورت درپیش
 ہوتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر آپ کے مزار کی جانب متوجہ ہوتا ہوں۔
 اور مزار کے قریب کھڑا ہو کر اللہ سے سوال کرتا ہوں فوراً میری ضرورت پوری
 ہو جاتی ہے۔ بعض متکلمین فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے
 فجر کی نماز امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کے پاس ادا کی لیکن دعاء قنوت
 نہیں پڑھی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ بسم اللہ بھی بلند آواز سے نہیں پڑھی (حالانکہ امام شافعی
 کے نزدیک بسم اللہ بلند آواز سے اور فجر میں دعاء قنوت کے پڑھنے کا حکم ہے) لوگوں نے
 آپ سے سوال کیا کہ آپ نے اپنے مسلک کیخلاف کیوں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب
 دیا کہ اس مزار پاک میں آرام فرمانے والے کے ادب و احترام کی وجہ سے۔

ابن جوزی جو مخالفین کے معتمد علیہم ہیں اپنی کتاب صفوة الصفوة میں لکھتے ہیں۔
 اِسْتَدَّ كَانْ اِبْرَاهِيْمُ الْجَزَلِيُّ يَقُوْلُ قَبْرُ مَعْرُوْفٍ كَرِيْمٍ
 التَّرِيَاقُ الْمُجْرِبُ

ترجمہ:۔ ابراہیم جزلی فرماتے ہیں کہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 کی مزار پاک دعا کی اجابت کے لیے تریاق مجرب ہے۔

ان ائمہ سلام و علماء کرام کے مزارات طیبہ پر حاضری دینا اور ان کے توسل سے اپنی
 مرادیں مانگنا یقیناً جائز و درست ہے اس کو ناجائز و شرک و بدعت کہنا بلاشبہ محرومی و خسار
 ہے ایسے بے ادبوں اور گستاخوں سے اجتناب لازم ہے۔

مزار موسیٰ کاظم و امام شافعی حاشیہ مشکوٰۃ باب زیارة القبور میں ہے۔

أَمَّا إِسْحَادُ بِأَهْلِ الْقُبُورِ فِي غَيْرِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ
 الْأَنْبِيَاءِ فَقَدْ أَنْكَرَهُ كَثِيرٌ مِنَ الْعُقَمَاءِ وَ اثْبَتَهُ
 الْمَشَائِخُ الصُّوْفِيَّةُ وَبَعْضُ الْعُقَمَاءِ قَالَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ
 قَبْرُ مُوسَى الْكَاطِمِ تَرِيَاقٌ مُجْرِبٌ لِجَابِدِ الدُّعَاءِ وَقَالَ
 الْإِمَامُ الْغَزَالِيُّ مَنْ يُسْتَدُّ فِي حَيَاتِهِ يُسْتَدُّ بَعْدَ وَفَاتِهِ صَفْحَةَ ۱۵۴

ترجمہ:۔ حضور علیہ السلام و دیگر انبیاء علیہم السلام کے علاوہ اور اہل قبور
 سے مدد مانگنے کا بہت سے فقہاء نے انکار کیا اور مشائخ صوفیہ اور فقہاء
 کی ایک جماعت نے اس کو جائز قرار دیا ہے چنانچہ سیدنا حضرت امام شافعی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم کی قبر شریف دعا کی قبولیت
 کے لیے آزمودہ تریاق ہے اور سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ
 جس شخص سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے اس سے بعد فنا بھی مدد مانگی جاسکتی ہے
 اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مدد طلب کرنے میں تو کسی کو
 انکار ہی نہیں بلکہ علماء و بزرگان دین سے بھی مدد طلب کرنا جائز ہے۔

کفن چور کی مغفرت

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص کفن چور تھا۔ اس کا کام ہی تھا مردوں کو تلاش کر کے قبر سے کفن چور لینا۔ ہر اچھے بڑے کے جنازہ میں شریک ہوتا۔ چنانچہ ایک صالحہ عورت کا انتقال ہوا۔ یہ کفن چور جنازہ میں شریک ہوا تاکہ قبر پر نشان مقرر کرے اور رات کو تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ جب لوگ دفن سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کو پلٹے رات ہوتی حسب معمول کفن چور پہنچا اور قبر کھود کر کفن نکالنا چاہا کہ اتنے میں اس صالحہ عورت سے آواز آتی ہے۔ سبحان اللہ جنتی آدمی جنتی عورت کا کفن لیجانا چاہتا ہے یہ کلام سن کر کفن چور مستحیر ہو گیا اور پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تجھے اور مجھے دونوں کو بخش دیا؟ اس نیک عورت نے جواب دیا کہ خداوند قدوس نے میری مغفرت تو فرما ہی دی بلکہ ہر اس شخص کو بخش دیا جو میری نماز جنازہ میں شریک تھا۔ تم بھی میری نماز میں تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے تمہاری بھی مغفرت فرمادی۔ اس کفن چور نے اتنا سنا تو فوراً قبر کو برابر کر دیا اور اس بڑے کام سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تائب ہو گیا (شخص صفحہ ۸۶) سبحان اللہ۔ اللہ والوں کی یہ شان ہے کہ ان کی نماز جنازہ میں شرکت مغفرت کا ذریعہ بن جاتی ہے اور وصال کے بعد بھی بھلے ہوتے لوگوں کو راہِ راست دکھاتے رہتے ہیں۔

اللہ والوں کا قبر میں اعزاز

شرح صدور میں علامہ موصوف روضہ الریاحین سے ایک بزرگ کا واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ میں ایک عابد کے لیے قبر کھود رہا تھا۔ ابھی کھدائی مکمل نہ کر سکا تھا کہ اچانک بغل والی قبر سے ایک اینٹ گر پڑی اور وہ قبر کھل گئی۔ اس قبر کی طرف دیکھا تو اچنبھا سا ہو گیا۔ دیکھا ہوں کہ ایک بزرگ قبر میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے جسم پر سفید کپڑا ہے جو حرکت کر رہا ہے اور گود میں قرآن مجید سونے کے حرفوں سے لکھا ہوا رکھا ہے اور وہ اللہ والے بزرگ اس کی تلاوت کر رہے ہیں میری جانب سر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا کیا قیامت قائم ہو گئی ہیں نے عرض کیا ابھی نہیں بزرگ نے فرمایا۔ اچھا اس اینٹ کو اس کی جگہ درست کر دو اللہ تم پر رحم فرمائے اور محفوظ رکھے (شخص صفحہ ۸۵) شعر اگر گیتی سدا سر باد گردو چراغ مقبلاں ہرگز نہ مہسڈ

حکایت قاضی بہاء الدین فرماتے ہیں کہ ہم چند آدمی قاہرہ جا رہے تھے کہ راستہ میں ہمارے ایک ساتھی شیخ امین الدین کا انتقال ہو گیا جس وقت ہم لوگ ان کی لاش لے کر قاہرہ کے دروازے پر پہنچے تو پہرہ داروں نے اندر داخل ہونے سے روک دیا کہ شہر کے اندر مردہ لے کر جانے کی اجازت نہیں ہے اتنے میں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت شیخ امین الدین نے اپنے ہاتھ کو اٹھا دیا پہرہ داروں نے سمجھا کہ یہ شخص زندہ ہے اس لئے اندر جانے کی اجازت دے دی

(ش ص صفحہ ۸۶)

اسکندریہ کا قلعہ اسلامی لشکر شہر اسکندریہ پر حملہ آور تھا اسکندریہ کا بادشاہ خود بھی اس جنگ میں شریک تھا اور بڑے زور و شور سے لڑائی کا انتظام کر رہا تھا۔ کافروں کی فوج ایک بہت بڑے مضبوط قلعہ کے اندر تھی اور لشکر اسلام قلعہ کے سامنے ایک بڑے میدان میں خیمہ زن تھا زیادہ دنوں تک باہم جنگ ہوتی رہی مگر چونکہ کفار قلعہ کے اندر بند تھے اس لیے انہیں کچھ نقصان نہ پہنچا ایک دن صحابی رسول حضرت شریحیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار سے فرمایا کہ اے کافر و اس وقت ہمارے لشکر میں اللہ کے ایسے پیارے بندے بھی موجود ہیں کہ اگر اس قلعہ کی دیواروں کو حکم دیں کہ زمین میں دھنس جاتے تو فوراً قلعہ زمین کے اندر دھنس جائیگا اتنا فرما کر اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور ہاتھ سے قلعہ کی فصیل کو دھنس جانے کا اشارہ کیا۔ فوراً پورا قلعہ جو اس قدر مضبوط اور سنگین تھا زمین میں اتر گیا اور جتنے قلعہ کے اندر تھے ان کی آن میں کھلے میدان میں کھڑے نظر آنے لگے یہ منظر دیکھ کر اسکندریہ کے بادشاہ کے ہوش اڑ گئے بادشاہ پوری فوج لے کر بھاگ نکلا اور شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔

دیسی حکایات حصہ دوم صفحہ ۸۷

بیک اللہ والوں کی زبان سے جو بات نکلتی ہے۔ وہ فوراً پوری ہو کر رہتی ہے اللہ کے محبوبوں اور پیاروں کی شان یہ ہے کہ سُوکھے دریا کو حکم دے دیں تو رواں ہو جاتے اور بہتے ہوئے دھارے پر قدم رکھ دیں تو خشکی پیدا ہو کر راہ دے دے بلاؤں کے رہنے والے صائب کے دور ہونے کی دعائیں فرمادیں تو پروردگار عالم قبول فرماتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يَمْشِي فِي السَّمَاوَاتِ

عام احوال برزخ

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انس و جن کو حسب مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے دنیا کو عالم برزخ کے ساتھ ایسی ہی نسبت ہے جیسے کہ ماں کے پیٹ کو دنیا کے ساتھ۔

برزخ میں کسی کو تکلیف ملتی ہے کسی کو آرام کفار و مشرکین اور منافقین تو ہمیشہ عذاب نبر میں مبتلا رہیں گے کبھی انہیں چھٹکارا نہیں ملے گا۔ مسلمان اگر عصیان و نافرمانی کی بنا پر عذاب میں مبتلا بھی ہوگا تو کچھ دیر کے لیے ایمان والے پر ہمیشگی کا عذاب نہیں ہوگا بلکہ مومنین کی فاتحہ خوانی اور دعا و استغفار سے مسلمانوں پر عذاب قبر کی تخفیف ہوتی ہے اور ان کے گناہ معاف ہوتے اور مراتب کی بلندی ہوتی ہے۔

اُمّت مرحومہ اخرج الطبرانی فی الاوسط عن انس مرفوعاً
امتى امة مرحومة تدخل قبورها بذنوبها وتخرج
من قبورها لا ذنوب علیها ثم تحص عنها باستغفار المومنین لها
ترجمہ: طبرانی نے اوسط میں حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث
روایت کی ہے کہ حضور تفتیح المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
میری اُمّت اُمّت مرحومہ ہے۔ قبروں میں گناہ کی حالت میں داخل ہوتی ہے
لیکن جس وقت قبر سے اُٹھے گی تو مومنین کے استغفار اور دعاؤں کی وجہ سے
گناہوں سے پاک و صاف ہو کر نکلے گی۔ (شخص صفحہ ۱۲۸ پر)
حدیث: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الصدقة لتطفي عن اهلها حر القبور (حوالہ مذکور) سے
ترجمہ ہے:۔ بیشک صدقہ کرنا صدقہ کرنے والے سے حرارتِ قبر کو ٹھنڈا کرتا ہے
حدیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ زندوں کا دُعا و استغفار کرنا فاتحہ پڑھنا، تلاوت قرآن
صدقہ و خیرات کرنا، مردوں کے لیے نفع بخش ہیں۔

قبر کا تحفہ اخرج الطبرانی فی الاوسط عن انس سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول ما من اهل
میتا موت منہم میت فیتصدقون عنہ بعد
موتہ الا اهداھا لجبریل علی طبق من نور شریف
علی شفیر القبر فیقول یا صاحب القبر العمیتی ہذہ
ہدیۃ اهداھا الیک اهلك فاقبلھا فتدخل علیہ فیفرج
بھا و یستبشر و یحزن جیرانہ الذین لایہدی
الیہم شیئ (ش ص ص ۱۲۹)

ترجمہ:۔ طبرانی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا کہ میں نے
حضور آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص مرجاتا ہے اور اس کے
عزیز و اقارب اس کے لیے صدقہ و ایصالِ ثواب کرتے ہیں تو حضرت جبریل
علیہ السلام نورانی طشت میں رکھ کر اس مردے کے پاس لے جاتے ہیں اور
قبر کے کنارے کھڑے ہو کر پکارتے ہیں کہ انے قبر کی گہرائی میں رہنے والے
تمہارے گھر والوں نے یہ تحفہ تمہیں بھیجا ہے اسے قبول کر لو مردہ اسے حاصل
کے خوش ہوگا اور دوسروں کو خوشخبری سنا تے گا۔ اس کے پڑوسیوں
میں جس کے لیے کوئی ہدیہ نہیں بھیجا گیا ہوگا وہ یہ سن کر رنجیدہ اور منہموم
ہوگا۔

مالک بن دینار ایک قبرستان میں ابن بخار نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ جمعرات کو ایک قبرستان میں پہنچا۔ اچانک ایک چمکدار روشنی دیکھی۔ تعجب سے لا الہ الا اللہ کہا اور میں نے سمجھا کہ اس قبرستان کے تمام مردوں کی مغفرت کر دی گئی ہے اتنے میں ایک غیبی آواز مجھے سنائی پڑی کہ اے مالک بن دینار جو تمہیں اس قبرستان میں نور دکھائی دے رہا ہے، یہ ایک مسلمان کا بھیجا ہوا تحفہ ہے جو اس نے اس قبرستان کے مردوں کے لیے بھیجا ہے میں نے اس پکارنے والے سے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے بولنے کی قدرت دی ہے یہ بھی بتا دے کہ یہ ہدیہ کس قسم کا ہے اس پر اس ہاتف نے فرمایا کہ آج رات ایک مومن نے اٹھ کر وضو کیا اور عمدہ وضو کیا اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھی اس میں سورۃ فاتحہ کے بعد قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھا اور اس دو رکعت کا ثواب قبرستان کے مسلمانوں کی ارواح کو ہدیہ کر دیا جس کو اللہ رب العزت نے نورانی شکل میں ان لوگوں کو عطا فرمایا ہے جس کی وجہ سے پورا قبرستان بقوہ نور بنا ہوا ہے۔

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد سے میں نے ہر جمعرات کو پابندی کے ساتھ دو رکعت پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ ایک رات کو میری قسمت کا ستارہ بلندی پر آیا اور خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سراپا کرامت سے مشرف ہوا۔ آقائے دو جہاں نے فرمایا اے مالک ابن دینار تم نے میری اُمت کو جو تجھے بھیجے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو قبول فرمایا اور اس کے نور کے برابر تیری مغفرت فرمادی اور ان نمازوں کا تجھے ثواب بھی ملا اور قہرِ جنت میں ایک محل تیرے واسطے خاص کر دیا جس کا نام منیف ہے (ش ص ۲۸)

بیشک ہماری چھوٹی چھوٹی عبادتیں اگر دربارِ خداوندی میں قبولیت حاصل کر لیں تو وہ عظیم مرتبہ والی ہو جاتی ہیں لہذا ہمیں ایصالِ ثواب کرنے میں اس کا کبھی خیال نہیں کرنا چاہیے کہ یہ معمولی چیز ہے یا تھوڑی عبادت ہے بلکہ اس میں خلوص و محبت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

ریا کاری اور نام و نمود دکھاوے کا شائبہ بھی نہ ہونا چاہیے اور نہ کوئی دنیوی غرض اس سے وابستہ ہو بلکہ خلوص و صداقت کیساتھ کار خیر کیا جاتے اور اس کا ایصال ثواب اپنے والدین و اعزہ و احباب کو تندرک دیا جائے تو اس سے ان کو بھی فائدہ پہنچے گا اور کرمیوالا بھی اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

نورانی طشت

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایک قبرستان کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ قبریں بھیٹی ہوئی ہیں مردے قبروں سے باہر نکل کر بیٹھے ہوتے ہیں اور سب کے سامنے ایک ایک طشت نور کا موجود ہے لیکن ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے سامنے نورانی طشت نہیں ہے میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ سب کے سامنے نورانی طشت ہے مگر تمہارے سامنے نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اے ابو قلابہ جن لوگوں کے سامنے آپ نورانی طشت دیکھ رہے ہیں۔ دنیا کے اندران سب کے نیک بخت صالح اولاد ہیں اور دوست و احباب ہیں جو ان کے لیے دعا و استغفار اور ایصالِ ثواب کرتے رہتے ہیں، صدقات و خیرات دیتے ہیں یہ نور جو تم دیکھتے ہو انہیں باتوں کی وجہ سے ہے اے ابو قلابہ ایک لڑکا میرا بھی دنیا میں ہے، لیکن نالائق ہے نہ تو کبھی دعا کرتا ہے نہ کسی چیز کا ایصالِ ثواب ہی کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ میرے سامنے کوئی نور نہیں ہے جس سے میں اپنے پڑوسیوں کے روبرو سخت شرمندہ ہوتا ہوں حضرت ابو قلابہ فرماتے ہیں کہ جب میں نیند سے بیدار ہوا تو اس شخص کے لڑکے کو بلا کر پورا رقم لے آیا۔ اس لڑکے نے فوراً اپنے بڑے اعمال و عادات سے توبہ کی اور وعدہ کیا کہ آج سے سب بڑے کام چھوڑ کر اعمالِ صالحہ و عبادت کی جانب متوجہ رہوں گا۔ اب اس لڑکے نے اپنے باپ کے لیے دعا و استغفار و ایصالِ ثواب، خیرات و صدقات کرنا شروع کر دیا۔ کچھ دنوں بعد دوبارہ اسی قبرستان کو خواب میں دیکھا کہ قبریں بھیٹی ہوئی ہیں اور مردے قبروں سے باہر بیٹھے ہوتے ہیں لیکن پہلی مرتبہ جس مردے کے سامنے نورانی طشت نہیں نظر آیا تھا آج دیکھا کہ اس کے سامنے سب سے زیادہ نور ہے جو آفتاب کی طرح

بلکہ گارہا ہے اس شخص نے کہا انے ابو قلابہ! اللہ تعالیٰ تم کو میری طرف سے جزا بخیر
عطا فرماتے کیونکہ تمہاری نصیحت سے میرا لڑکا جہنم کی آگ سے نجات پا گیا اور میں
اپنے پڑوسیوں میں شرمندگی سے پرچ گیا فالحمد للہ علی ذلک (قلیوبی)
تنبیہ: مسلمانوں! ذرا غور کرو کہ تم اپنی بے راہ روی اور اپنی غفلتوں و
بد اعمالیوں سے اپنے والدین و اعزہ و احباب کو جو اس دنیا سے تم سے جدا ہو گئے
ہیں کس قدر انھیں دکھ اور رنج پہنچاتے ہو کبھی بھولے سے بھی ان کو یاد نہیں کرتے ذرا
سوچو تو یہ وہی لوگ تو ہیں جن کے لیے زندگی میں تم ہر طرح کا آرام و آسائش پہنچانے کی
کوشش کرتے تھے وقت آجانے پر جان و مال قربان کرنے کو تیار ہو جاتے تھے۔ اگر
وہ کسی تکلیف پریشانی میں مبتلا ہوتے تو تم بے چین ہو جاتے مگر آج جبکہ تم سے ظاہری زندگی میں جدا ہو گئے تو تم
نے انکو ایسا بھلا دیا کہ کبھی انکی قبر پر جا کر دوڑو فاقہ اور ایصالِ ثواب کی بھی یاد نہیں آتی حالانکہ آج ان کے
بھلا تھے بھلائی اور حسن سلوک کی زیادہ ضرورت ہے، آج تمہاری معمولی نیکیاں ان کے
لیے بہت بڑا سرمایہ ثابت ہوں گی کیونکہ اس وقت ان کے نیکی اور بھلائی کرنے کا زمانہ
ختم ہو چکا ہے اپنی زندگی میں جو کچھ کرنا تھا کر لیا۔

یاد رکھو! ایک دن تمہارے لیے بھی ایسا ہی آئیو اللہ ہے جب کہ قبر کی تاریکی میں
تمہائی کے عالم میں ہو گے نیکیوں کا زمانہ ختم ہو چکا ہوگا۔ گراما کا تبین و فرائض اعمال تمہ
کر چکے ہوں گے۔ اس وقت تم بھی یہ خواہش کرو گے کہ تمہارا کوئی عزیز کوئی دوست تمہاری
قبر پر آکر فاتحہ پڑھ جاتے ایصالِ ثواب کر دے، دعاءِ مغفرت کر دے لہذا تم پر لازم ہے
کہ اپنے بزرگوں اور دوستوں کی قبروں پر پابندی سے حاضر ہو کر دیا کرو اور قرآن مجید کی تلاوت
و درود فاتحہ و ایصالِ ثواب سے ان کو خوش رکھو۔ ان کے پڑوسیوں کے روبرو انھیں
شرمندگی اور رسوائی سے بچاؤ اس سے دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو ان کی خوشنودی
حاصل ہوگی دوسرے تمہاری اولاد اگر آج ان اعمال پر تمہیں دیکھے گی تو کل تمہارے ساتھ
اسی طرح کا حسن سلوک کریگی۔

شعرا۔ چون خواہی کہ نامت بود در جہاں مکن نام نیک بزرگان نہاں

ام سعد کا کنواں اس میں علماء و مشائخ اہل سنت کا اتفاق ہے کہ زندوں کے اعمال خیر مردوں کے لیے نفع بخش ہوتے ہیں چنانچہ علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ شرح صحائف میں فرماتے ہیں کہ

فِي دُعَاءِ الْأَحْيَاءِ لِلْأَمْوَاتِ وَصَدَقْتَهُمْ عَنْهُمْ نَفْعٌ
خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ

ترجمہ:۔ زندہ لوگ اگر مردوں کے لیے دعا کریں یا مردوں کی طرف سے صدقہ کریں تو مردوں کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے، اس مسئلہ میں (گمراہ مشرق) معتزلہ ہی کا اختلاف ہے۔

اسی طرح ہدایہ میں امام بہرہان الدین مرغینانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوة
او صوما او صدقة او غيرها عند اهل السنة والجماعة

(ہدایہ اولین صفحات ۲۷۷)

ترجمہ:۔ بلاشبہ ہر انسان کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب کسی غیر کو بخش دے چاہے نماز ہو یا روزہ، صدقہ ہو یا اس کے علاوہ اہل سنت و جماعت کا یہی مذہب ہے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ماں کا اچانک میری عدم موجودگی میں انتقال ہو گیا تو کیا میرے کسی عمل سے انکو نصیب پہنچ سکتا ہے یا نہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیوں نہیں! تم کنواں گھدوا کر اپنی ماں کے نام ایصالِ ثواب کرو۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کنواں بنوایا اور اس کے قریب کھڑے ہو کر فرمایا ہٰذِہ لِاُمِّ سَعْدٍ کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے۔ (بخاری و احمد و طبرانی بحوالہ شرح الصدور صفحہ ۱۲۸)

طبرانی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک صحابہ رضی اللہ عنہما

نے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم میری ماں کا انتقال ہو گیا اور اس نے حج نہیں کیا تو کیا میں اس کی طرف سے حج
 بدل کر سکتی ہوں حضور نے فرمایا اگر تیری ماں قرضدار ہوتی اور تو اس کی طرف سے قرض
 ادا کر دیتی تو کیا قرضہ ادا ہو جاتا یا نہیں؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور ہو جاتا
 حضور نے فرمایا تو تم اپنی ماں کی جانب سے حج کرو۔

یہاں پر انہیں دو حدیثوں کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں یوں تو زندوں کے اعمال سے
 مردوں کو فائدہ پہنچنے کے ثبوت میں بیچارہ احادیث کریمہ وارد ہیں خود اس کتاب میں
 بھی مختلف مقامات پر اس سے متعلق احادیث ملیں گی

حدیث مذکور میں خاص طور پر قابل غور بات یہ ہے کہ صحابی رسول حضرت سعد رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا کہ ہذہ لام سعد کنویں کو اپنی والدہ ماجدہ کے نام سے موسوم کر دیا اور
 اس پر اپنی ماں کا نام پکارا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو سیدھے سادھے سنیوں کو **وَمَا أَهْلٌ
 بِهٖ لَغَيْرِ اللّٰہِ** کی آیت کریمہ پڑھ کر مرعوب کرتے اور اپنے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں
 اور یہ کہتے ہیں کہ غوث پاک کے نام گیارہویں کامرغا اس لیے حرام ہے کہ اس پر غیر اللہ
 کا نام پکار دیا گیا بڑے پیر کا بھراؤ اس لیے حرام ہے کہ غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیا گیا
 ہے کیا وہ لوگ ام سعد کے کنویں کے پانی پینے کو بھی حرام ہونے کا فتویٰ دیں گے؟ جس کو
 صحابہ کرام نے نوش فرمایا اور کسی نے ناجائز و حرام ہونے کا حکم نہیں دیا نہ خود سرکار
 دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد کو اس نسبت کرنے سے منع فرمایا اگر وہابیوں
 اور دیوبندیوں کے نزدیک **وَمَا أَهْلٌ بِهٖ** کی آیت کریمہ کا وہی مطلب ہے جو وہ بیان
 کرتے ہیں تو پھر **ہٰذہ لام سعد** کا کیا مطلب نکالیں گے۔ غوث پاک کا بھراؤ مرغا
 اور ام سعد کا کنواں دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ **فَمَا هُوَ جَوَابُکُمْ فَمَنْ جَوَابُنَا**

شعر: اُجھابے پاؤں یار کا زلف دراز میں
 لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

وَمَا أَهْلٌ بِهٖ الخ آیت کریمہ کا پھر بھی وہ مطلب نہیں جو غوث پاک لو لیا کرام کے

مخالفین لیتے ہیں بلکہ اس کا مطلب وہ ہے جو صحابہ کرام نے لیا جو مفسرین و فقہان نے بیان کیا کہ اگر کسی جانور کے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا اور اسی پر ذبح کر دیا گیا۔ بسم اللہ اکبر کہہ کر ذبح نہیں کیا یا بسم اللہ اکبر کے ساتھ غیر خدا کو بھی شریک کر لیا۔ تو وہ جانور حرام ہو گیا اس کا کھانا جائز نہیں الحمد للہ ہم اہل سنت کا یہی مسلک ہے غوث پاک کا بچا اور مرغا ضرور پکارا جاتا ہے لیکن ذبح کرتے وقت بسم اللہ اکبر پڑھا جاتا ہے اس وقت غوث پاک کا نام ہرگز ہرگز کوئی سنی نہیں لیتا یہ منکرین کا دھوکہ دینا ہے اس سے انکا مقصد اولیاء کرام و بزرگان دین سے عوام کو پھیرنا ہے جو ان کا اصل مدعا ہے۔

رسول پاک کا فرمان اُمت کے نام

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَصَدَّقَ أَحَدُكُمْ بِصَدَقَةٍ تَطَوُّعًا فَلْيَجْعَلْهَا عَنْ أَبِيهِ فَيَكُونُ لَهُمَا أَجْرُهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا (ش من صفحہ ۱۲۹)

وَفِيهِرِ وَآيَةِ الْخُرَيْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِمَا مَعَ صَلَاتِكَ وَأَنْ تُصَوِّمَ عَنْهُمَا مَعَ صِيَامِكَ وَأَنْ تُتَصَدَّقَ عَنْهُمَا مَعَ صَدَقَتِكَ (حوالہ مذکور)

ترجمہ :- آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی صدقہ نافلہ کرے تو اسے چاہیے کہ اس صدقہ میں اپنے والدین کو بھی شریک کر لے تو ان کو بھی ثواب ملیگا اور اس صدقہ کرنے والے کے بھی اجر میں کمی نہیں ہوگی اور فرمایا کہ والدین کے ساتھ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ جب تم نماز پڑھو تو ان کے نیلے بھی پڑھ لیا کرو اور جب تم روزہ رکھو تو ان کے واسطے بھی رکھو اور جب تم صدقہ و خیرات کرو تو ان کے نام بھی کر دیا کرو۔

ان حدیثوں میں سرکار والدین کے ساتھ ان کے انتقال کے بعد حسن سلوک کرنے کو خاص طور

طور پر تاکید فرماتا ہے ہیں اس سے مردوں تک ہمارے اعمالِ حسنہ کے اجر و ثواب پہنچنے کا واضح طور پر ثبوت ملتا ہے لہذا ہمیں اس فرمانِ رسول پر عمل کر کے والدین کے ساتھ زیادہ سے زیادہ حسن سلوک کرنا چاہیے تاکہ ان کی خوشنودی حاصل ہو جن کی رضا مندی میں اللہ اور اس کے رسول کی رضا مندی ہے مولیٰ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس کا عامل بناتے۔ آمین

مردوں کی شکایت بچو حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ

میں ملک شام سے بصرہ کی طرف جا رہا تھا راستہ میں ایک خندق پڑی، اس سے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی رات کا وقت تھا ایک قبر سے ٹیک لگا کر سو گیا جب میں نیند سے بیدار ہوا تو صاحب قبر نے مجھ سے بطور شکایت کہا کہ اے ابو قلابہ آج رات بھر تم نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ اے ابو قلابہ جو دو رکعت نماز تم نے پڑھی ہے اس کی قدر و منزلت کا تم زندوں کو علم نہیں اس کی اہمیت کو ہم مردے ہی سمجھتے ہیں یہ دو رکعت دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر و افضل ہیں لیکن ہم مجبور ہیں کہ ہمارے عمل کا زمانہ ختم ہو چکا تو اب کی قدر ہم اچھی طرح جانتے ہیں مگر کہ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ دنیا والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اے ابو قلابہ زندوں سے میرا سلام کہنا بے شک ان کی دعائیں اور استغفار و ایصالِ ثواب ہم لوگوں تک تو رکھا پھاڑ بن کہ پہنچتا ہے۔ (ملخص شمس ص ۱۲۰)

علم برزخ کو پارسل ایک صحابی رسول کی بیوی کا انتقال ہو گیا ایک رات میں انہوں نے خواب دیکھا کہ چند عورتیں ایک جگہ بیٹھی ہیں لیکن ان میں اپنی بیوی کو نہ پایا تو ان عورتوں سے اپنی بیوی کی حالت دریافت کی عورتوں نے بتایا کہ چونکہ تم نے اپنی بیوی کو اچھا کفن نہیں دیا اس لیے وہ لوگوں کے ساتھ نکلنے میں شرم محسوس کرتی ہے جب وہ صحابی خواب سے بیدار ہوتے تو دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر اپنا خواب عرض کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا دیکھو مدینہ میں کوئی ایسا ہے جو مرنے کے قریب ہو۔ ان صحابی نے تلاش کیا تو ایک انصاری کو قریب الموت پایا تو انصاری

سے اپنا خواب بیان کر کے خواہش ظاہر کی کہ آپ اپنے ہمراہ ایک اچھا عمدہ کفن میسری بیوی کے لیے لیتے جائیں انصاری نے فرمایا اگر ایسا ہو سکتا ہے کہ میں تمہاری بیوی تک کفن پہنچا سکوں تو لے جانے کو تیار ہوں چنانچہ جب انصاری کا انتقال ہو گیا تو ان کے ہمراہ دو کپڑے زعفران میں رنگے ہوتے شامل کر دیئے گئے۔

دوسری شب میں پھر ان صحابی نے خواب میں دیکھا کہ چند عورتیں ایک جگہ جمع ہیں۔ اور آج ان کے ساتھ اپنی بیوی کو بھی دیکھا کہ وہی زعفرانی رنگ کے دونوں کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ (بشری الکلیب صفحہ ۹۳، ۹۴)

اس واقعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مومنین صالحین پر حالات برزخیہ کا انکشاف ہوتا ہے اور مردے جس عالم میں ہوتے ہیں یہ حضرات کبھی بیداری میں کبھی خواب میں باخبر ہوتے ہیں یہ بھی معلوم ہو کہ مردے کو اس کی حیثیت کے مطابق عمدہ کفن دیا جائے رکھا گاڑھا، کھادی، کسی ایک کی قید اور پابندی لگانا بیجا ہے بلکہ وہ شخص زندگی میں جس قسم کے کپڑے استعمال کرتا تھا، اسی حیثیت کا لحاظ کرتے ہوئے دیا جاتے کیونکہ مردے جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو آپس میں فخر و مباہات کرتے ہیں۔

مردے کا کفن عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه

والآل وسلم حثنوا الكفن موتاكم فانهم يستباهون

ويتزاف سرون في قبورهم (بشری الکلیب صفحہ ۹۱)

ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مردوں کو عمدہ کفن دیا کرو۔

کیونکہ وہ ایک دوسرے کیساتھ فخر کرتے ہیں اور قبروں میں ایک دوسرے

سے ملاقات کرتے ہیں۔

دوسری حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اِذَا دَلَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفْتَهُ فَإِنَّهُمْ يَتَرَاوَعُونَ
فِي الْكُفَنِهِمْ۔

ترجمہ: جب کوئی شخص تم میں کا کسی بھائی کا وارث ہو تو چاہیے کہ اس کو اچھا کفن دے کیونکہ مردے ایک دوسرے سے اپنے کفن میں ملاقات کرتے ہیں اور کفن کے اچھے ہونے پر فخر کرتے ہیں (شخص ص ۱۸۰)

اچھا کفن ابن جوزی اپنی کتاب عیون الحکایات میں محمد بن یوسف سے ایک قیاریہ عورت کا واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ اس کا انتقال ہو گیا اس کے بعد اس کی لڑکی نے خواب میں دیکھا کہ وہ عورت لڑکی سے شکایت کرتی ہے کہ تم لوگوں نے مجھے تنگ کفن دیا۔ جس کی وجہ سے میں اپنی پڑوس کی عورتوں سے شرم محسوس کرتی ہوں اور فلاں عورت فلاں دن ہم لوگوں کے پاس آنے والی ہے مکان کے اندر فلاں جگہ چار اشرفیاں رکھی ہوئی ہیں اس کا کفن خرید کر اس آنیوالی کے ذریعہ میرے پاس بھیج دو لڑکی کا بیان ہے کہ اشرفیوں کو جس جگہ ماں نے بتایا تھا اسی جگہ ہمیں مل گئیں اور جس عورت کو بتایا تھا کہ فلاں دن آنے والی ہے ہم نے اس کو دیکھا تو کوئی بیماری نہیں لیکن اس معینہ دن کے گننے سے پہلے ہی وہ عورت بیمار ہوئی علامہ فریابی فرماتے ہیں کہ وہ لڑکی اور اس کے ورثہ مجھ سے فزوی دریافت کرنے آئے کہ لڑکی نے ایسا ایسا خواب دیکھا ہے ہمیں اب کیا کرنا چاہیے اس وقت مجھے حضور کی وہ حدیث کہ مردے ایک دوسرے سے ملتے ہیں یاد آگئی میں نے اس سے کہا ان اشرفیوں کا کفن خرید لو لڑکی نے جا کر اس عورت سے گفتگو کی کہ جب تمہارا انتقال ہو جاتے تو اپنے ساتھ میری والدہ کے واسطے کفن لیے جانا جب اس عورت کا جس دن لڑکی کی ماں نے بتایا تھا انتقال ہو گیا تو اس کے ہمراہ وہ کفن رکھ دیا گیا لڑکی نے دوبارہ جو اپنی ماں کو خواب میں دیکھا تو لڑکی سے اس کی ماں نے کہا کہ اسے بیٹی وہ عورت آگئی اور اس نے تمہارا بھیجا ہوا کفن مجھ تک پہنچا دیا۔ تم نے بہت پسندیدہ کفن بھیجا اللہ تعالیٰ تجھے جزا بخیر عطا فرمائے (شخص ص ۱۸۱)

ارشادات نبوی و سلف صالحین کے اقوال سے تو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اپنے مردوں کو اچھے کفن دینے جاتیں کیونکہ جب وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو اپنے انہیں کفنوں میں ہوتے ہیں۔ اگر اچھا ہوتا ہے تو فخر و مباہات کرتے ہیں اور اگر ناقص یا معمولی ہوتا ہے تو دوسرے کے سامنے شرم و خجالت محسوس کرتے ہیں ایک طرف تو یہ مبارک ارشادات ہیں اور کفن کے اچھے دینے جانے کی تاکید ہو رہی ہے دوسری جانب دیوبندی مکتبہ فکر کے شیخ الاسلام مولوی مدنی صاحب کا واقعہ ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کو کھادی کپڑے سے اس قدر عشق تھا کہ ایک مرتبہ مراد آباد میں تقریر کے اسٹیج پر پان کی پیک جبر پر پھوٹ پڑی معتقدین و مریدین نے اپنے اپنے رومال اور دستیاں پیش کیں تاکہ اس سے صاف کر کے جبر کی گل کاری کچھ مدہم کر لی جائے مگر ان میں چونکہ کوئی کھادی کا رومال نہ تھا اس لیے قبول نہ کیا۔ بسیار تلاش کے بعد جب اپنا ہی کھدر کا رومال ملا تو اس سے جبہ صاف کیا گیا۔ کھادی کا عشق یہاں تک غالب تھا کہ ایک شخص کی نماز جنازہ پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا کیونکہ اس کا کفن کھادی کا نہ تھا۔ یہ کسی معمولی آدمی کا عمل نہیں بلکہ ان کی جماعت کے شیخ الکمل کا عمل ہے تصدیق کیلئے

الجمعیۃ کا شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۲۵ ملاحظہ فرمائیے۔

بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اس تقویٰ و طہارت کا اظہار کس آیت اور کس حدیث کی روشنی میں کیا جا رہا ہے جب کہ اللہ کے محبوب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اس کے خلاف ناطق ہے۔

شعر
شیخ کو غیر سے مجھ کو ان سے لگن
اپنی اپنی روش اپنا اپنا چلن

اہل قبور کا زائرین سے اس پانا امام بیہقی نے عثمان بن سوریہ سے روایت کیا ہے کہ میری والدہ بہت ہی عابدہ صالحہ تھیں لوگ ان کو راہبہ کہتے تھے جب ان کا انتقال ہو گیا تو پانہندی کے ساتھ ہر جمعرات کو ان کی قبر پر زیارت کے لیے جاتا اور والدہ مرحومہ کے لیے ایصال ثواب کرتا ان کے ساتھ قبرستان کے دوسرے مردوں کو بھی شریک کر لیتا

کچھ عرصہ کے بعد میں نے خواب میں والدہ کو دیکھا حالات معلوم کئے تو فرمایا کہ اے محبوب جگر
 نور نظر بیشک موت بہت تکلیف دہ ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں برنج
 (قبر) میں بہت ہی آرام سے ہوں گل ریحان کا بستر اور سندس واستبرق کی منڈ لگی ہے رحمت
 خداوندی سے فیضیاب ہوں۔ میں نے کہا اماں جان کسی چیز کی ضرورت ہو تو ثنائیے فرمایا
 ہاں بیٹا ایک ضرورت ہے وہ یہ کہ جو تم ہر جمعرات کو میری زیارت کرتے ہو اس کو قائم رکھو۔
 کیونکہ تمہارے آنے سے مجھے انسیت ہوتی ہے جس وقت تم مکان سے چلتے ہو۔ مجھے
 فوراً اطلاع کر دی جاتی ہے کہ اے راہبہ تیرا لڑکا زیارت کرنے آتا ہے۔ اس وقت مجھے
 بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے اور میرے پڑوس کے مردے بھی خوش ہوتے ہیں لہذا اے بیٹا
 اس عمل کو مت چھوڑنا اس کو پابندی کے ساتھ کرتے رہنا (شصت و پندرہ صفحہ ۹۵)

مردوں کا زائرین کو دیکھنا شرح الصدور میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ
 علیہ فرماتے ہیں کہ اسد بن موسیٰ نے کہا کہ میرے ایک دوست کا انتقال ہو گیا ایک
 روز خواب میں ملاقات ہوئی شکایت کرنے لگے کہ تم فلاں دوست کی قبر پر آئے اور
 قرآن مجید پڑھا، دعا و استغفار کیا مگر میرے پاس تم نہ آتے اور نہ دعا و استغفار ہی کیا
 میں نے کہا تم نے کیسے جانا کہ میں فلاں دوست کی قبر پر گیا کہنے لگے میں نے خود تم کو
 دیکھا تھا میں نے ان سے ازراہ تعجب دریافت کیا تم قبر کے اندر منوں مٹی کے نیچے چھپے
 ہوتے ہو پھر مجھ کو کس طرح دیکھ لیا۔ اس نے جواب دیا جس طرح شیشے کے برتن میں رکھا
 ہوا پانی باہر سے دکھائی دیتا ہے اسی طرح ہم لوگ بھی قبر میں رہتے ہوئے اپنی زیارت
 کرنے والوں کو دیکھتے ہیں۔

مسلمانوں؟ ان واقعات سے نصیحت حاصل کرو اور عبرت پکڑو۔ اپنے والدین
 بھائی، بہن، دوست و احباب اور بزرگوں کی قبروں پر جانے کی پابندی کرو ان کی
 زیارت سے خود نفع حاصل کرو اور ان کو فائدہ پہنچاؤ اسی میں تمہاری سعادت مندی
 اور فلاح و بہبودی ہے اس کے خلاف میں محرومی و بدبختی ہے جن بدقسمتوں کا یہ عقیدہ

ہو کہ قبروں پر جانا شرک ہے اور قبر والوں کا ادب و احترام کرنا بدعت ہے وہ فرمان نبوی
کی مخالفت کرتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ارشاد فرمایا۔

زُجِّرُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ أُمُومًا الْآخِرَةَ

ترجمہ: قبروں کی زیارت کرو تمہیں آخرت کی باتیں یاد آئیں گی۔

لہذا منکرین زیارت خود بدعتی ہیں ایسے بدعتیوں سے دور رہو۔

زندوں کے اعمال مردوں پر پیش ہوتے ہیں ہم دن کے اجالے یارات کی تیار

میں جو کچھ بھی اچھے یا بُرے اعمال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پھر اس کے پیارے رسول (جل جلالہ)
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو اس کے ذرے ذرے کی خبر رہتی ہی ہے اس میں تو کسی قسم کے
شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں لیکن یہ بھی یاد رکھئے کہ جو ہمارے عزیز واقارب والدین ہم سے
پہلے انتقال کر چکے ہیں ان کو بھی ہمارے اعمال کی اطلاع برابر ہوتی رہتی ہے۔ زندوں سے
تو چھپایا جا سکتا ہے، لیکن ان سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا جب ان لوگوں کو ہمارے نیک او
اچھے اعمال کا علم ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں اور ہماری بد اعمالیوں و نافرمانیوں پر
مطلع ہو کر رنجیدہ ہوتے ہیں اور دربار خداوندی میں دعا کرتے ہیں کہ اے مولیٰ تعالیٰ انکا
بُرائے کاموں سے بچا، نیکیوں کی توفیق عطا فرما، جیسا کہ احادیث نبویہ سے ثابت ہے چنانچہ
امام ابو عبد اللہ قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

کان ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول اللهم انی اعوذ بک
ان اعمل عملاً تحزن بہ امواتی وکان سعید بن جبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول ان الاموات لتأتیہم اخبار الاحیاء
فما من احد الا حمیم الا ویأتیہ خبراً قارباً فان کان
خیراً صریحاً وفرح وان کان شراً عیساً لد و حزن
حتی انہم یسألون عن الرجل قد مات فیقول ما فعل
فلان فیقول الم یاتکم فیقولون لا والله ما احب

یا ولما من بنا سلك به الى امة الهاوية فبست الام وبست
الموبية (تذکرہ قرطبی صفحہ ۹۱)

ترجمہ ہے۔ حضرت ابو درود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں دعا کرتے تھے کہ الہی میں
پناہ مانگتا ہوں ہر ایسے عمل سے جو میرے مردوں کے لیے رنج و غم کا باعث
بنے اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ بیشک زندوں
کی خبریں مردوں کے پاس پہنچتی ہیں اگر مردے کا کوئی قریبی زندہ ہوتا ہے
تو اس کے حالات کی اطلاع مردوں کو ہوتی ہے اگر اچھی خبریں ہوتی ہیں
تو مرد سے اسے سن کر خوش ہوتے ہیں اور بڑی خبر کو سن کر منہ پھیر لیتے ہیں
اور رنجیدہ ہوتے ہیں اور جب کسی کا انتقال ہوتا ہے تو جان پہچان والے
ہو جاتے اس سے ملاقات کرتے اور اپنے متعلقین کے حالات دریافت کرتے
ہیں کہ فلاں کس طرح ہے، فلاں کیسا ہے، اگر کسی ایسے آدمی کو مردے دریافت
کرتے ہیں جس کا انتقال ہو چکا ہے تو یہ نیا مردہ جواب دیتا ہے کیا تمہارے
پاس وہ نہیں پہنچا؟ اس کا تو انتقال ہو چکا ہے مردے کہتے ہیں خدا کی قسم وہ
ہمارے پاس نہیں آیا ہمارے قریب سے نہ اس کا گزر ہوا معلوم ہوتا ہے
کہ اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے وہ تو بہت ہی بڑی جگہ ہے۔

مردوں کو رنجیدہ مت کرو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور

اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

ان اعمالکم تعرض علی عشارئکم و اقاربکم من
الموتی فان کان خیرا استبشوا وان کان غیر ذلک
قالوا اللهم لا تمہم حتی تقدیہم کما ہدینا

(تذکرہ قرطبی صفحہ ۹۱ و ش من صفحہ ۱۱۰)

ترجمہ ہے۔ بیشک تمہارے فائدگان کے مردوں کے سامنے تمہارے اعمال

پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر اعمال اچھے ہوتے ہیں تو وہ اسے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور اگر بُرے ہوتے ہیں تو بارگاہ الہی میں دُعا کرتے ہیں کہ اے مولیٰ تعالیٰ جس طرح تو نے ہم کو ہدایت عطا فرماتی ان لوگوں کو بھی ہدایت دے (کہ وہ عمل صالح کریں)

دوسری حدیث میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سب کے اعمال اللہ رب العزت کے دربار میں ہر دو شنبہ و جمعرات کو پیش ہوتے ہیں اور ہر جمعہ کو انبیاء کے دربار میں اور ماں باپ کے رُو برو پیش کئے جاتے ہیں اگر تمہارے اعمال میں نیکیاں ہوتی ہیں تو ان کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور مسرت سے ان کے چہرے چمک اُٹھتے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے بُرے اعمال سے مردوں کو تکلیف مت پہنچاؤ۔ (تذکرہ قرطبی صفحہ ۱۹ روشنی ص ۱۱۰)

ان احادیث کریمہ و واقعات سے ظاہر ہوا کہ مردے آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے اور دُنیا و عالم برزخ کے حالات دریافت کرتے ہیں اگر اچھی خبر پاتے ہیں خوشی و شادمانی کرتے ہیں اور اگر بُری خبر سننے سے غم و غموم ہوتے ہیں اور اللہ رب العزت کے دربار میں دُعا کرتے ہیں کہ انہیں نیک توفیق بخشے اور یہ بھی معلوم ہے کہ مردے خواب میں زندوں سے بھی ملتے ہیں اور ان سے حالات معلوم کرتے اور اپنے بُرے حالات بیان کرتے ہیں۔

نیند اور موت میں فرق حضرت عکرمہ و مجاہد کا قول ہے کہ جب انسان سوتا

تو اس کی رُوح جسم سے باہر پھیل جاتی ہے جب تک وہ سوتا رہتا ہے اس کی رُوح جہاں پھرتی رہتی ہے جس وقت بدن میں واپس آجاتی ہے تو سونے والا بیدار ہو جاتا ہے رُوح کے جسم سے جدا ہونے کی مثال ایسی ہے جس طرح آفتاب کی کرنیں کہ وہ سورج کی ٹھیکہ کیسا تھ ہوتی ہیں لیکن اس کی روشنی سارے عالم پر بکھری ہوتی ہے۔

ابن مندہ نے بعض علماء کا قول نقل کیا ہے کہ جب آدمی سوتا ہے تو اس کی رُوح

کے راستے سے پھیلتی ہے اور اصل رُوح جسم میں موجود ہوتی ہے اگر پوری رُوح جسم سے الگ ہو جاتے تو انسان کو موت آجاتے جس طرح جلتے ہوئے چراغ میں آگ تو فتن کی بجی میں ہوتی ہے مگر اس کی روشنی پورے مکان میں پھیلی ہوتی ہے اس طرح انسان کی رُوح نیند کی حالت میں اس کے منخرہ (یعنی ناک کے سوراخ) سے پھیلتی ہے اور علم ملکوت کی سیر کرتی ہے جو جو چیزیں اس کو پسند ہوتی ہیں رُوح کا فرشتہ اسے دکھا کر انسان کے جسم میں اس کو واپس کر دیتا ہے۔ (ش ص ص ۱۱۶)

ابن مندہ نے کتاب الروح اور طبرانی نے اوسط میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ

بَلِّغْنِي اَنْ اَرْوَّاحِ الْاَحْيَاءِ وَالْاَمْوَاتِ تَلْتَقِيَنَّ الْمَنَامِ
فَيَتَسَاءَلُوْنَ بَيْنَهُمْ فَيَسْئَلُ اللّٰهُ اَرْوَّاحَ الْمَوْتَى وَ
يُرْسِلُ اَرْوَّاحَ الْاَحْيَاءِ اِلَى اَجْسَادِهَا (ش ص ص ۱۱۶)

ترجمہ:۔ مجھے خبر ملی ہے کہ زندوں اور مردوں کی روحیں خواب میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں اور آپس میں حالات معلوم کرتی ہیں اس کے بعد اللہ رب العزت مردہ کی رُوح کو روک لیتا ہے اور زندوں کی رُوح کو اس کے جسم کی جانب بھیج دیتا ہے (تا کہ وہ اپنی زندگی کے بقیہ ایام گزارے)

اس معنی کی حدیث مختلف روایتوں سے بیان کی گئی ہے جس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ زندوں کی روحیں خواب میں مختلف مقامات پر جاتی ہیں اور مردوں کی ارواح سے بھی ملاقات کرتی اور ایک دوسرے کے حالات کی پوچھتا چھ کرتی ہیں۔

پانچواں باب

عذاب قبر کے اسباب اور اس سے نجات کے طریقوں میں

عالم برزخ کے عذاب کو عذاب قبر کہتے ہیں اس کی نسبت قبر کی جانب اس وجہ سے ہے کہ اکثر و بیشتر مردے قبر میں دفن ہوتے ہیں ورنہ خداوند قدوس جس میت کو عذاب دینا چاہے تو وہ خواہ قبر میں ہو یا دریا میں کسی جانور کے پیٹ میں ہو یا ہوا میں منتشر ہو۔ آگ میں جلا کر رکھ کر دیا گیا ہو یا کھلے میدان میں پڑا ہو غرض کہ کہیں بھی ہو کسی حالت میں ہو اس کے عذاب سے نجات نہیں پاسکتا ہم اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے۔

عذاب قبر گنہگار مومن پر بھی ہوتا ہے اور کافر و مشرک پر بھی فرق یہ ہے کہ ایمان والوں کے لیے نجات کی صورت ہے اور کفار کے لئے اس سے کبھی نجات نہیں نیز مومن پر محض اس کے بڑے اعمال کے سبب عذاب ہوتا ہے جس میں قبر کی تنگی وغیرہ ہے اور کافر یہ اس کے کفر اور بدکاری کے سبب سخت عذاب ہوتا رہتا ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ (بخاری جلد اول صفحہ ۸۳)

ترجمہ:۔ کہ قبر کا عذاب حق ہے۔

اور سرکار نے تعلیم امت کے لیے خود اس سے پناہ مانگی ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

ترجمہ:۔ اے اللہ میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔

حدیث:۔ اخرج ابن شيبه والشيخان عن عائشة رضي الله

عنها أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال إن أهل

القبور يبعثون في قبورهم عذاباً ما تسمعونه البهائم

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۶۶)

ترجمہ: ابن شیبہ و بخاری و مسلم حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ قبر والوں پر ان کی قبروں میں ایسا عذاب
دیا جاتا ہے جسے جانور سنتے ہیں۔

عذاب قبر کو جنات و انسانوں سے پوشیدہ رکھنے میں حکمت الہیہ ہے لیکن کبھی کبھی
حیثیت و عبرت حاصل کرنے کے لیے انسانوں کو بھی عذاب قبر دکھا دیا جاتا ہے تاکہ اس سے
پچھنے کی کوشش کریں چنانچہ آتے دن ایسے واقعات سنائی دیتے رہتے ہیں اور سلف
سالکین سے بہکرت منقول بھی ہیں۔

پہلی منزل جب انسان کا انتقال ہو جاتا ہے تو عالم آخرت کے سفر کی پہلی منزل قبر
ہوتی ہے پوری زندگی کے اعمال کی جانچ یہاں سے شروع ہو جاتی ہے جس کے متعلق حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الْقَبْرِ اِمَّا رَوْحًا مِّنْ رَّيْحَانِ الْجَنَّةِ اَوْ حُضْرَةً مِّنْ
حُضْرَةِ النَّارِ (ش ص ص ۱۴۷)

ترجمہ: قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے
گڑھوں میں سے ایک گڑھ ہے۔

اگر یہ پہلی منزل آسان ہو گئی تو ہر منزل آسان ہی ہوتی جائے گی لیکن جس کی یہ منزل
دشوار ہوتی ہے اسے ہر منزل پر شائد سے دو چار ہونا پڑے گا، قدم قدم پر اسے
ٹھوکریں لگیں گی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مردہ جب قبر کے اندر دفن کر دیا جاتا ہے
تو قبر اس سے مخاطب ہو کر کہتی ہے کہ اے انسان کیا تجھے خبر نہیں تھی کہ میں فتنہ اور
تاریکی کا گھر ہوں۔ میں تنہائی اور کیڑوں کا مکان ہوں کس نے تجھ کو میرے بارے میں غلط
میں رکھا تھا کہ تو مجھ پر اکڑا کر چلتا تھا اگر مردہ نیک و صالح ہوتا ہے تو اس کی طرف
سے کوئی جواب دینے والا جواب دے گا کہ کیا تو دیکھتی نہیں کہ یہ شخص دنیا میں بھلائیوں

کا حکم دیتا تھا اور برائیوں سے روکتا تھا یہ سُن کر قبر کھدے گی جب تو میں اس پر گلزار ہو جاتی ہوں اور اس کا جسم نور بن جائے گا اور رُوح خدا کے پاس چلی جائے گی (شش ص ۴۴)

تنہائی کی منزل عبید بن عمر قریشی کا ارشاد ہے کہ جب انسان مرتا ہے اور قبر کے گڑھے میں مدفون ہوتا ہے تو وہ گڑھا اس سے ہم کلام ہوتا ہے کہ میں تنہائی اور تاریکی اور اکیلے رہنے کا مکان ہوں اگر تو اپنی زندگی میں خدا کا فرمان بردار رہا ہوگا۔ تو آج میں تجھ پر رحمت ثابت ہوں گا اور اگر نافرمان رہا ہوگا تو آج میں تجھ پر عذاب بنوں گا۔ میں وہ جگہ ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے میرے اندر آئیگا وہ خوش ہو کر نکلے گا اور جو گناہوں اور نافرمانیوں کے ساتھ آئیگا وہ تباہ و برباد ہو کر نکلے گا۔

قبر مردے سے کہتی ہے اے بد نصیب کیا تجھے کسی نے مجھ سے ڈرایا نہیں تھا کہ میں تنہائی کی تنگ جگہ اور ہولناک ہوں، بد بو اور کیروں سے بھری ہوئی ہوں میرے پاس تو کون سا سامان لایا ہے۔ (مذاق العارفین جلد ۴ ص ۶۲۲)

قبر کی پکڑ جب مردہ قبر میں دفن ہو جاتا ہے تو قبر مردہ کو دباتی ہے مگر لوگوں کو اس قدر سخت دباتی ہے کہ اس کی داہنی طرف کی ہڈی بائیں طرف کو ہو جاتی ہے اور بائیں طرف کی ہڈیاں دائیں جانب کو۔ لیکن جو مجرم نہیں ہوتا عذاب قبر سے محفوظ رہنے والا ہوتا ہے تو اس کو بھی قبر دباتی ہے۔ مگر اس طرح جیسے دوست اپنے دوست سے گلے ملتے وقت دباتا ہے یا ماں اپنے بچے کو پیار و محبت میں سینے سے چٹالیتی ہے جس سے روتا ہوا بچہ کھل کھلا کر ہنس پڑتا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیر تک تسبیح پڑھتے رہے ہم سب بھی پڑھتے رہے پھر حضور نے تکبیر فرمائی ہم سب نے بھی تکبیر کہی صحابہ

نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ نے کیوں تسبیح پڑھی؟ حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس مرد صالح پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی یہاں تک کہ
 اللہ تعالیٰ نے کتابہ فرمادیا۔ (مشکوٰۃ باب اثاب عذاب القبر صفحہ ۲۶)

بھیانک صورتیں جب مردے کو قبر میں دفن کر چکے ہیں تو اس کے پاس
 دو فرشتے اپنے دانتوں سے زمین کو چیرتے ہوئے آتے ہیں جو نہایت ڈراؤنی اور
 ہیبت ناک شکل والے ہوتے ہیں ان کا جسم سیاہ آنکھیں چمکیلی سیاہ اور نیلی دیگ کے
 برابر شعلہ زن ہوتی ہیں سر کا بال پاؤں تک لٹکا ہوتا ہے اور ان کے دانت کئی ہاتھ لمبے
 جس سے زمین چیرتے ہوئے آتیں گے ان میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔
 مردے کو جھنجھوڑتے ہوئے ڈانٹ کر اٹھاتے ہیں اور نہایت سختی کے ساتھ کھنٹ
 آوازیں سول کرتے ہیں۔

پہلا سوال مَنْ رَبُّكَ تیرا رب کون ہے؟

دوسرا سوال مَا دِينُكَ تیرا دین کیا ہے؟

تیسرا سوال مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟

مردہ اگر مسلمان ہے تو پہلے سوال کا جواب دے گا رَبِّكَ اللهُ مِيرَا ب

اللہ ہے اور دوسرے سوال کا جواب دیگا دِينِي الْاِسْلَامُ مِيرَا دِينِ اِسْلَام

ہے تیسرے سوال کا جواب دیگا هُوَ سِرُّ سُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

فرشتے پوچھتے کیا ہو لو سنینہ چیر کر دیکھو

میرے دل میں شبیہ احمد مختار رکھی ہے

جواب باصواب سن کر فرشتے کہیں گے ہمیں معلوم تھا کہ تو یہی کہے گا اس وقت آسمان

پر ایک منادی ندا کرے گا میرے بندے نے یہ سچ کہا اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ۔

اور جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف سے ایک دروازہ کھولا۔ ۹۹ جنت

کی نسیم اور خوشبو اس کے پاس آتی رہے گی اور جہاں تک نگاہ پھیلے گی وہاں تک اس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی اور اس سے کہا جائیگا کہ سو جیسے دلہن سوتی ہے یہ خواص کیلئے عموماً ہے اور عوام میں ان کے لیے جن کو چاہتے درینہ وسعت قبر حسب مراتب مختلف ہے۔ بعض کیلئے ستر ستر ہاتھ لمبی چوڑی اور جن کیلئے بعضی حصے زیادہ فائدے ختمی کہ جہاں تک نگاہ پہنچے (مخصوصاً از بہار شریعت) اور اگر مردہ منافق یا کافر و مشرک ہوگا تو ہر سوال کے جواب میں کہیگا ہا ہا
 لَا أَدْرِي هَذَا أَوْ فُؤَادِي أَمِ فُؤَادِي مَجْهُدٌ كَيْفَ نَهَيْتُ مَعْلُومٌ كُنْتُ أَسْمَعُ التَّاسِ
 يَقُولُونَ شَيْئًا فَأَقُولُ فِي لُكُوكِ كَوْ كَيْفَ كَيْفَ سَدَّ تَحْتَا تَوْ نَعُودِ هِيَ كَيْفَ تَحْتَا اس وقت
 ایک پکارنے والا کہے گا پکارے گا کہ یہ چھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا بھوننا بچاؤ۔ آگ کا
 لباس پہناؤ اور جہنم کا ایک دروازہ کھول دو تاکہ اس کی گرمی اور لپٹ میں بھلتا رہے
 اس کو عذاب دینے کے لیے دو فرشتے اندھے بہرے مقرر کئے جائیں گے جو ہاتھوں میں
 لوہے کا گرز لیے ہوں گے کہ اگر پہاڑ پر اس سے مار دیا جائے تو خاک ہو جائے اس سے
 ماریں گے اور عجیب عجیب قسم کے موزی جاؤں اس کو کلینٹیں پہنچانے کے لیے قبر میں مقرر
 کئے جائیں گے جو قیامت تک ایذا دیتے رہیں گے۔

(ماخوذ از بہار شریعت و مشکوٰۃ شریف باب اثبات عذاب القبر)

پیشاب نہ پکھنے پر عذاب اخرج الشيخان عن ابن عباس

ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم مر على قبرين
 فقال انهما ليعذبان وما يعذبان في كبير اما احدهما فكان
 لا يستنزه من البول واما الاخر فكان يمشي بالنصيمة
 ثم احذجر يده رطبة فشققها تصفيين فغرز في كل
 قبر واحدة فقالوا يا رسول الله لم فعلت هذا قال
 لعله يخفف عنهما ما لم يكتفيا

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۵، سنن ص ۶۷)

ترجمہ :- بخاری و مسلم کی حدیث ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آقائے دو جہاں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ دو قبروں کے پاس تشریف فرما ہوتے تو ارشاد فرمایا ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی ایسی چیز کی بنا پر عذاب نہیں ہو رہا ہے کہ اس سے بچا دشوار ہوتا ایک پر اسلئے عذاب ہو رہا ہے کہ پیشاب سے بچتا تھا اور دوسرے پر اسلئے کہ چغلی کھاتا تھا پھر سرگرنے کھجور کی ایک تر شاخ لیکر دو گھٹے کے اور ہر قبر پر ایک ایک حصہ گاڑ دیا صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ عمل کس لیے کیا، ارشاد فرمایا کہ شاخیں جب تک خشک نہ ہوں گی بیشک عذاب میں کمی ہوتی رہے گی۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ چغلی کھانے والے اور پیشاب میں احتیاط نہ کرنے والے پر عذاب قبر ہوتا ہے وہ مسلمان مرد و مسلم خواتین خصوصیت سے توجہ فرمائیں جو پیشاب کر کے بغیر استنجاء کے پائجام باندھ لیتے ہیں اور چغلی کھانے، ادھر کی ادھر کرنے سے سخت اجتناب کریں۔ دونوں فعل بظاہر معمولی نظر آتے ہیں لیکن یہ معمولی سی تساہلی اور لغزش کتنے سخت عذاب کا موجب بنتی ہے اے نفس کے فریب میں آنے والے مسلمانو! خدا اپنے اوپر رحم کر و اور ہر اس کام سے پرہیز کرو جو اللہ و رسول کی ناراضگی کا سبب ہو اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے خدائی قبر سے کوئی نجات دلائی والا نہ ہو گا۔ اور یقین کر لو کہ ہمیشہ اس دنیا میں نہیں رہنا ہے روزانہ تم دیکھتے ہو کہ جو آج چلتا پھرتا نظر آتا ہے کل اس کے مرنے کی خبر پاتے ہو۔

شعر
موت سے کس کو راستگاری ہے
آج اس کی کل ہماری باری ہے

نئی روشنی کی تاریکیاں آج کل کے مسلمانوں میں جہاں دین سے بے توجہی اور بہت سی بد اعمالیوں نے جنم لے لیا ہے وہاں اس قوم کے اندر مغربی تقلید کی ایک عام وبا پھیلی ہوئی ہے جس نے مردوں، عورتوں میں ایسی ایسی بے حیائیاں پیدا کر دی ہیں کہ کل تک جو دن کا غازی اور رات کا نمازی تھا آج وہ ایک لنگوٹ باندھے ہاتھ میں

بجاتے ڈھال و تلوار ہاکی لیے ہوتے میدان میں کھلاڑی نظر آ رہا ہے اور جو عورت گل خاتون خانہ آہر دتے کا شانہ تھی جس کی گود میں ولی و غوث، قطب، ابدال، غازی، غازی، محیلا کرتے تھے آج وہ کریم پوڈر، اور لپ اسٹک سے ہاتھ منہ رنگے ہوتے ننگی سو یا نیت کو بھی بٹراتے ہوتے بازاروں اور سینما ہالوں اور کلبوں کا چکر لگا کر ننگ خانہ ان اور شمع محل بنی ہوئی ہیں آج اس کی گود میں پلنے والا نہ غوث ہوتا ہے نہ قطب بلکہ وہ کسی فلم کا ایگزیکٹو بنتا ہے یا کسی ٹیم کا کپتان۔ آج وہ کینز فاطمہ کے بجائے زگس اور ثریا کی دلدادہ نظر آتی ہے افسوس اس قوم نے اپنی ساری اسلامی خوبیوں کو مغربی بازار میں نیلام کر دیا۔ مغربی تہذیب کی تقلید کا یہ عالم ہے کہ عورتوں اور مردوں کے درمیان فرق و امتیاز دشوار ہو گیا ہے چہرے دونوں کے صاف ہونٹوں اور ناخن پر دونوں کے لپ اسٹک کی سرخی، کوٹ پتلون میں دونوں کندھے سے کندھا ملاتے چلے جا رہے ہیں حال یہ ہے کہ:

نئی تہذیب کا نقشہ عیاں ہے

میاں بیوی ہے اور بیوی میاں ہے

شباب آ رہے سُرخي اور پوڈر !

کہ ستر سال کی بڑھیا جواں ہے

افسوس جو شرم و حیا کی پتلا تھی آج وہ وحشی جانوروں کی طرح چوڑیاں بھرتی پھر رہی ہے، روضو، نماز، طہارت وغیرہ تو اس سے کوسوں دُور ہو کر رہ گئے۔ انگریزوں کی نقالی میں پتلون اور ٹائی میں مسلمان گھوم رہا ہے۔ اگر رات چلتے چلتے پیشاب کی حاجت پیش آگتی تو راستے ہی پر پتلون کی ٹن ڈھیلی کی اور جانوروں کی طرح کھڑے کھڑے ضرورت پوری کر لی اور ٹن چڑھا کر آگے بڑھ گیا۔ اب جس قدر بھی پیشاب کے قطرے ٹپکیں، پتلون کا کام ہے کہ وہ جذب کرتا رہے جسم پر پھینڈ پھینڈیں تو کوئی پرواہ نہیں۔

مصر شمع مغرب کی جلتی ہے پر تاریکی نہیں جاتی

جو قوم کنتو خیر امة کے تاج کو امت سے سرفراز کی جا چکی ہو آج وہ دُور

کی تعالیٰ میں ایسی مسخ ہو چکی ہے کہ وہ پہچانی نہیں جاتی جو دوسروں کو نیکیوں کی تعلیم دینے والی قوم تھی آج غیروں کے اعمال و اطوار اپنانے کو دوڑتی نظر آتی ہے۔

مسلمانوں! آج تم سے حکومت چھین گئی۔ تخت و تاج لٹ گیا، عزت برباد ہو گئی۔ تم دنیا کی نگاہوں میں ذلیل و خوار ہوتے آنے کیوں؟ کبھی تم نے سوچا بھی کہ آخر یہ انقلاب کیوں آیا۔ یاد رکھو اور یقین کر لو کہ کسی قوم پر تباہی و بربادی اس کے ناشائستہ افعال اور اعمال بدہی کی وجہ سے آتی ہے آج تم نے اللہ اور اس کے محبوب سرور کو زمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان سے منہ موڑ لیا۔ بزرگوں کی پیروی چھوڑ دی برائیوں میں مبتلا ہو گئے غیروں کی تقلید کرنے لگے۔ سچے دین کی پیاری تعلیم کو بھلا دیا جس کی پاداش میں عذاب خداوندی تم پر مسلط کر دیا گیا اسی طرح ذلت و نجات کے غار میں گرتے جاؤ گے، اب بھی وقت ہے موجود روش کو بدل ڈالو اللہ و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری پر محکم رہو جاؤ اپنی صورتوں کو اسلامی بناؤ اور اسلامی لباس پہنو نیکیوں کی تبلیغ کرو برائیوں سے خود بھی بچو اور دوسروں کو بچانے کی کوشش کرو اگر آج تم نے اپنی روش کو بدل لیا تو یقیناً پھر انعام و اکرام خداوندی سے مالا مال ہو سکتے ہو۔ اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کر سکتے ہو عظمت و سر بلندی میسر ہو سکتی ہے سناؤ اور گوشِ عبرت سے سناؤ۔

طریقِ مصطفیٰ کا چھوڑنا ہے جس بربادی

شعر

اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی

ہمیں کرنی ہے شاہنشاہِ بطنی کی رضا جوئی

وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی

نئی روشنی کے عاشقوں کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث کا ذکر ضروری خیال کرتا ہوں کہ اس فرمانِ مصطفوی سے عبرت حاصل کریں حضور ارشاد فرماتے ہیں

استنزهوا من البول فان عامة عذاب القبر منه (نور الانوار)

ترجمہ: اے ایمان والو! پیشاب سے بچو کیونکہ اکثر عذابِ قبر اسی سے

ہوتا ہے۔

گدھے کا حجر اصبہانی نے عوام بن جو شب سے نفل کیا کہ میں ایک مرتبہ ایک قبیلہ میں مہمان تھا اس کے قریب قبرستان تھا عصر کے بعد میں نے ایک قبر کو دیکھا کہ وہ پھٹ گئی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا جس کا سر گدھے کا اور باقی جسم انسان کا تھا میں مرتبہ گدھے کی آواز میں چلا یا اس کے بعد قبر اس پر بند ہو گئی میں نے اس واقعہ کی لوگوں سے تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ یہ شخص شراب پیتا تھا جب اس کی ماں روکتی کہ بیٹا خدا سے ڈر شراب نوشی چھوڑ دے اس پر وہ بد بخت ماں کو ڈانٹ دیتا کہ کیا ہر وقت گدھے کی طرح چلاتی ہے ماں بیچاری خاموشی ہو جاتی جب اس شخص کا انتقال ہوا تو عصر کا وقت تھا چنانچہ اس وقت سے دن کا یہی دستور ہے کہ ہر روز اس کی قبر پھٹتی ہے اور یہ اس میں سے نکل کر تین مرتبہ گدھے کی آواز میں ڈھینچو ڈھینچو کرتا ہے پھر قبر میں بند ہو جاتا ہے اَللّٰہُ ذِی اللّٰہِ تَعَالٰی

مثنیٰ (شصت صفحہ ۱۲۷)

اس سے معلوم ہوا کہ والدین کی نافرمانی اور شراب نوشی دونوں سے قبر میں عذاب ہوتا ہے اللہ رب العزت ہمیں اور آپ سب کو ہر ایسے کام سے جو عذاب الہی و غضب خداوندی کا موجب ہو بچنے کی توفیق عطا فرماتے آمین!

ٹول میں کچی پر عذاب امام بیہقی نے شعب الایمان میں عبد الحمید بن محمود سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا کہ چند آدمی آئے اور عبد اللہ بن عباس سے عرض کیا کہ حضور ہم سب حج کے ارادہ سے مکان سے روانہ ہوتے ہیں وقت "ذات صفاغ" کے مقام پر پہنچے ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا اس کا جنازہ تیار کر کے جب قبر کھودی تو اس کے اندر ایک کالا سانپ نظر آیا جو پوری قبر کو گھیرے ہوئے ہے ہم نے وہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ قبر تیار کرنا چاہا لیکن وہاں بھی وہی منظر تھا کہ کالا سانپ قبر میں پھیلا ہوا ہے ہم اس کو اسی حال میں چھوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ اب کیا کریں؟ یہ سن کر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی

اللہ تعالیٰ انہما نے فرمایا کہ وہ کالا سانپ اس شخص کا بڑا عمل ہے تم واپس جاؤ اور اس کو اسی قبر میں دفن کر دو۔ قسم ہے وحدۃ لا شریک کی اگر ساری دنیا کی زمین تم لوگ کھو دو ڈالتے تو ہر جگہ اس سانپ کو موجود پاتے عبد الحمید فرماتے ہیں کہ وہاں سے واپس آ کر ہم نے اس مردہ کو اسی جگہ میں قبر کے اندر دفن کر دیا۔ جب حج سے فارغ ہو کر واپس مکان آئے تو اس شخص کی بیوی سے اس کے حالات دریافت کئے عورت نے کہا میرا شوہر غلہ فروش تھا جب کسی کے

ہاتھ غلہ بیچتا تو کچھ کٹوتی کر لیتا اور اسی کو کھاتا تھا (ش ص ۶۲)

بھائیو! لین دین اور ناپ تول میں کبھی کرنے سے بچو ورنہ زمین کے اوپر جب تک ہو اس وقت تک تو لوگوں کی نظروں سے بچ کر کچھ دن امن پاسکتے ہو لیکن یاد رکھو زمین کے اندر قبر کی تاریخ کو ٹھہری میں ایک دن جانا ہے اور قیامت کے دن خدا کے دربار میں حساب دینا ہے جہاں کسی جرم کو امن اور کسی خطا کار کو پناہ نہیں اور ڈر اس دن کے حساب سے جب کہ ساری زندگی کے ایک ایک سانس کے ذرے ذرے کا عمل تمہارے سامنے ہو گا۔ اس وقت کیا صفائی دو گے۔

شعر
چھپ کے لوگوں سے کئے جس کے گناہ
وہ خبہ دار ہے کیا ہوتا ہے

پھاوڑے کا حلقہ دمشق کے بعض مشائخ کا بیان ہے کہ ہم ایک مرتبہ قافلے کے ساتھ حج کرنے جا رہے تھے راستے میں ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا قریب کی آبادی سے ہم نے ایک پھاوڑا مانگا اور قبر کھود کر مردہ کو اس میں دفن کر دیا۔ لیکن قبر سے پھاوڑا نکالنا بھول گئے یاد آنے پر اسے نکالنے کے لیے قبر کو کھودا تو عجیب منظر دیکھا اس مردے کے دونوں ہاتھ اور پاؤں اور گردن کو اکٹھا کر کے پھاوڑے کے حلقہ میں جمع کر دیا گیا ہے۔ ہم نے فوراً قبر کو بند کر دیا اور کدال والے کو قیمت دے کر راضی کر لیا حج سے واپسی پر اس کی بیوی سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ ایک مسافر اس کے مکان پر ٹھہرا ہوا تھا۔ جس کے پاس کچھ مال بھی تھا اس شخص نے مسافر کو قتل کر کے اس کا مال لے لیا اور اسی مال

سے وہ جہاد و حج وغیرہ کرتا تھا (ش ص ۲۳)

اس سے پتہ چلا کہ کسی کو ناحق قتل کرنا، مال چھین لینا، دھوکا دینا اور بد بھدی کرنا غضب الہی و قہر خداوندی کے موجب ہیں اور مال حرام سے حج و جہاد وغیرہ کرنا بے سود ہے اس کا کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوگا۔ اور نہ عذاب قبر سے بچا سکے گا۔

غافل نمازی ابن ابی الدنیا نے عمر بن دینار سے روایت کیا کہ مدینہ طیبہ میں ایک

آدمی کی بہن کا انتقال ہوا جب اس لڑکی کو قبر میں دفن کر کے لوگ واپس ہوتے تو اس کے بھائی کو خیال ہوا کہ روپیہ کا بٹوا تو قبر ہی میں چھوٹ گیا اس شخص نے اپنے دوست کو ساتھ لیا اور آکر بہن کی قبر کھودی تو روپیہ کی تھیلی مل گئی اس نے اپنے دوست سے کہا تم ذرا ہٹ جاؤ تاکہ میں اپنی بہن کو ایک مرتبہ اور دیکھ لوں چنانچہ اس مقصد سے ابھی چند ہی اینٹیں ہٹائی تھیں کہ دیکھا قبر کے اندر آگ بھڑک رہی ہے جلدی سے قبر کو بند کیا اور مکان آکر والدہ سے بہن کے حالات معلوم کئے والدہ نے بتایا کہ اس کے اندر دو عیب بہت بڑے تھے ایک تو یہ کہ نماز پڑھنے میں بہت غفلت و سستی کرتی تھی وقت کی پابندی نہ کرتی دوسری عادت یہ تھی کہ بڑوسیوں کے مکان پر دروازوں سے کان لگا کر اس وقت باتیں سنتی جب کہ وہ خلوت میں ہوتے اور ان کے راز کی باتوں کو دوسری سے

بیان کرتی (ش ص ۲۳)

قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ تو ان نمازیوں کی خرابیوں ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے

ہیں۔ (ترجمہ رضویہ)

اے بے نمازی مسلمانوں جب غافل نمازیوں کے لیے قرآن مجید دھکی سارا ہے۔

تو جو لوگ نماز بالکل ہی چھوڑ بیٹھے ہیں ان کے لیے کیا کچھ نہ ہوگا۔

اس دردناک واقعے سے پتہ چلا کہ نماز میں غفلت و لاپرواہی برتنا اور دوسروں کی رازدارانہ باتیں معلوم کرنا اور ان کو لوگوں میں پھیلانا، چغلی کھانا، غیبت کرنا، عذابِ قبر کے انباب میں ہیں ہماری ماں بہنیں خاص کر اس جرم میں اکثر مبتلا رہتی ہیں کسی کا کتنا ہی گہرا راز کیوں نہ ہو مگر اللہ کی ان بندیوں کو بغیر کچے چین نہیں ملتا جہاں دوچار جمع ہو گئیں تو بغیر ایک دوسرے کی غیبت و شکوہ و شکایت کے نہیں رہ سکتیں۔ خاموش ہو کر رہنا گویا ان کی فطرت کے خلاف ہے۔ اے اسلامی ماں اور بہنوں یاد رکھو دنیا میں تو ماں، باپ، بھائی، بیٹا، بیٹی، شوہر، عزیز و اقارب سبھی لوگ کچھ نہ کچھ بوقتِ ضرورت کام آسکتے ہیں امداد و اعانت کر سکتے ہیں ڈکھ درد میں شریک ہو سکتے ہیں دنیا کی سزا سے کوشش پیروی کر کے کچھ دے دلا کر چھڑا بھی سکتے ہیں۔ مگر قبر کی اندھیری کوٹھری میں سب کے سب ہمدرد تنہا چھوڑ کر چلے آئیں گے اس وقت تمہارا عمل ہی تمہارے کام آسکتا ہے۔ تنہائی میں مونس و غم خوار نیکیاں ہی ثابت ہوں گی اور اگر بد قسمتی سے بُرے اعمال ہمراہی ہوئے تو پھر قبرِ جہنم کا ایک نمونہ ہو گی نہ اس وقت کسی کی سفارش کام آئے گی نہ کوئی رشوت ہی سے نجات حاصل ہو سکتی ہے لہذا بُری عادتوں سے باز آ جاؤ رب کو راضی کرنے والے نیک کاموں کی طرف رغبت کرو یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جیسا جو عمل کرے گا ویسا ہی اس کا پھل پائے گا۔

عبداللہ بن زیاد کا سر

یزید بن ابی زیاد اور عمار بن عمیر فرماتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد بد نصیب اور اس کے سب ساتھی قتل کئے گئے تو سب کے سرں کو ایک کھلے میدان میں رکھا گیا اتنے میں ایک بڑا سانپ آیا جس کو دیکھ کر لوگ گھبرا کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے وہ عظیم اژدہا سب سروں میں چکر لگاتا ہوا عبید اللہ بن زیاد تقفی کے سر پر آیا اور اس کی ناک میں گھس کر منہ کے راستے سے نکلا پھر منہ کے راستے سے گھسا اور ناک کے راستے سے نکلا اسی طرح کئی مرتبہ کیا اور چلا گیا تھوڑی دیر بعد پھر آیا اور

پہلے کی طرح ناک کے راستہ سے گھس کر منہ سے اور منہ کے راستہ سے گھس کر ناک سے نکلا اور چلا گیا لیکن یہ نہ معلوم

ہوسکا کہ وہ سانپ کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا (ترمذی و ترمذی ص ۳۵۱) یہ وہی عبید اللہ بن زیاد ثقفی تھا جس نے حضرت امام مسلم کو اور ان کے دو کم رسن شہزادوں کو وحشیانہ طور پر شہید کرایا اور میدان کربلا میں امام عالی مقام حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کے لیے کوفہ سے یزیدی لشکر بھیجا تھا۔ یہ وہی بد نصیب شخص تھا جس نے یزیدی فوج سے سیدنا امام پر اور ان کے ہمراہیوں پر نہر فرات کا پانی بند کرایا تھا جس نے چمنستان مصطفیٰ کو میدان کربلا میں تاراج کرایا۔ یہ وہی عبید اللہ ہے جس نے محبوب خدا کے نواسے اور آپ کی اولاد کو بھوکا اور پیاسا شہید کروایا جس نے امام عالی مقام کی شان میں بے ادبی و گستاخی کی تھی یہ سب کچھ اس نے کیوں کیا تھا؛ تاکہ وہ یزید پلید کا مقرب بارگاہ بنا سہے لیکن انجام کیا ملا دنیا ہی میں ذلت و خواری مجمع عام میں حاصل ہوئی۔

وَلَعَذَابُ الْأَجْنَةِ أَكْبَرُ ۝

ترجمہ:۔ آخرت کا عذاب عظیم ابھی باقی ہے۔

خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝

کتوں کی موت مرا اور مرتے ہی عذاب الہی میں گرفتار ہوا۔

شعر: تو نے اجاڑا حضرت زہرا کا بوستان
 آنخرد کھایا رنگ شہیدوں کے خون نے
 تم خود اجڑ گئے تمہیں یہ بددعا ملی
 سرکٹ گیا اماں نہ تجھے اک ذرا ملی
 پائے ہے کیا نیم انہوں نے ابھی سزا
 دیکھیں گے وہ جحیم میں جس دم سزا ملی
 (صدر الافاضل)

بے ادب: أَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ تَقَوَّطَرَ جُلُ

عَلَى قَبْرِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَعَجُنٌ فَجَعَلَ
يَنْبَعُ كَمَا يَنْبَعُ الْكَلْبُ ثُمَّ أَنْتَ مَاتَ فَسَمِعَ فِي قَبْرِ
نَعُومًا وَنَيْمَةً (ش من صفحہ ۲)

ترجمہ: ابن عباس نے اعرش سے بیان کیا کہ ایک بے ادب نے حضرت
امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر پائٹخانہ کر دیا وہ پاگل ہو گیا اور کتوں کی
طرح بھونکتا پھرتا تھا جب وہ مرا تو اس کی قبر سے چلانے اور بھونکنے کی آواز
سنائی دیتی تھی۔

اس گستاخ و بے ادب خارجی نے نواسہ رسول جگر گوشہ بتول کے مزار پاک کی بے
حرمتی کی اس کی دنیا و آخرت دونوں تباہ و برباد ہو گئی اس سے ہمیں اور آپ کو عبرت
مصل کرنا چاہیے کہ اولیاء اللہ بزرگان دین کی شان میں کبھی بھول کر بھی بے ادبی و
گستاخی نہ ہونے پاتے۔ ورنہ ساری زندگی کا عمل برباد و اکارت ہو جاتے گا۔ ایسا
بے ادب غضب جبار و قہر قہار کا سزاوار ہے۔

بہت سے گستاخوں میں اولیاء کرام کی شان اقدس میں بہودہ کلمات استعمال کرنے
اور ان کی تعظیم سے روکنے اور ان محبوبان خدا کی نیابت کو شرک و بدعت کے فتوے
لگانے کی عادت پڑی ہوئی ہے خاص طور سے یہ واقعہ ان لوگوں کے لیے مقام عبرت
ہے جو اولیاء اللہ کے مزارات طیبہ کو مٹی کا ڈھیر اور ان حضرات کو مٹی میں ملنے والا قرار دیتے
ہیں اور اپنی دریدہ دہنی کا ثبوت دیتے ہیں۔

بہائی۔ پیرو نہیں گستاخ زمانے میں کسی کے
اعجاز کے قائل نہ کر امانت ولی کے

کیا قدر بڑے پیر کی ہو ان کی نطفہ میں
بت خانہ سمجھتے ہوں جو روغن کو نبی کے
(شمس لکھنوی)

غسل جنابت حضرت عبداللہ بجلي رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے

ایک پڑوسی کا انتقال ہو گیا میں اس کی تجہیز و تکفین میں شریک تھا جس وقت جنازہ قبر کے قریب لایا گیا تو قبر کے اندر بلی کی شکل کا ایک جانور نظر آیا ہم نے اس کو بھگانے کی کوشش کی وہ نہیں بھاگا۔ قبر کھودنے والے نے ایک ڈھیلا اس کے سر پر مارا پھر بھی قبر سے نہیں نکلا لوگوں نے وہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ قبر بنائی اس قبر میں بھی وہی جانور نظر آیا اسی طرح تیسری اور چوتھی قبر تیار ہوئی مگر جب قبر تیار ہو جائے تو وہ جانور اس میں موجود پایا جاتے لوگوں نے کہا امر ربی یہی ہے اس سے پھسکارا ناممکن ہے۔ لہذا اب اسے دفن کر دیا جاتے جب قبر میں دفن کر دیا گیا تو اندر سے ایک ڈراؤنی آواز سنائی دی لوگوں نے اس کی پیروی سے دریافت کیا کہ تمہارے شوہر کا عمل کیسا تھا؟ عورت نے بتایا وہ غسل جنابت نہیں کرتا تھا۔ (ش ص ص ۵۴، ۵۵)

پتہ چلا کہ ناپاکی کی حالت میں رہنا اور غسل نہ کرنا عذاب قبر میں مبتلا کرتا ہے اس میں سستی و غفلت کرنے سے فرض نماز کے بھی قضا ہو جانے کا خطرہ رہتا ہے اور اس حالت میں کھانا پینا، چلنا، پھرنا سخت معیوب ہے۔

مسئلہ انسان ناپاکی کی حالت میں نہ قرآن مجید کی تلاوت کر سکتا ہے اور نہ اسے چھو سکتا ہے نہ اس کو اس حالت میں مسجد کے اندر داخل ہونا جائز ہے۔ کتب حدیث و فقہ وغیرہ کا بھی پڑھنا ممنوع ہے غرض کہ جب تک انسان جنب (ناپاک) رہے گا بہت سی نیکیوں اور بھلائیوں سے محروم رہے گا۔ اور سب سے بڑا وبال یہ ہے کہ اس سے عذاب قبر میں مبتلا ہونے کا خطرہ و اندیشہ ہے۔

عذاب قبر سے نجات حاصل کرو احادیث نبویہ و واقعات مذکورہ سے ثابت ہو

چکا کہ عذاب قبر میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اس بہیت ناک لرزہ خیر عذاب سے نجات حاصل کرنے کے طریقے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرماتے ہیں کچھ اسباب تو وہ ہیں جو ہمارے اختیار و قدرت میں نہیں ہیں جیسا کہ سرکار نے ارشاد فرمایا۔

من قتل قتلہ بطنہ لم یعذب فی قبرہ (ش ص ص ۵۴، ۵۵)

ترجمہ ہو۔ جو انسان پیٹ کی بیماری میں مرا قبر میں اس پر عذاب نہ ہوگا
دوسری حدیث میں فرمایا کہ

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ
إِلَّا وَقَاهُ اللَّهُ قِتْنَةَ الْقَبْرِ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۲۷)

ترجمہ: جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا اللہ تعالیٰ قتنہ
قبر سے اس کو محفوظ رکھے گا۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ

مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَفِي عَذَابِ الْقَبْرِ (ش ص صفحہ ۷۷)

ترجمہ: جس شخص کا انتقال جمعہ کے دن ہو عذاب قبر سے بچ گیا۔

جن مسلمان مردوں پر عذاب قبر ہوتا ہے ان پر سے بھی جمعرات اور جمعہ کے دن اٹھا
لیا جاتا ہے جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن اور رمضان المبارک کی برکت و بزرگی کی وجہ
سے ان مبارک ایام میں مرنے والوں پر عذاب قبر ہوتا ہی نہیں۔ ان مبارک دنوں میں
مرنا تو ہمارے اور آپ کے بس کا نہیں ہاں ان دنوں میں موت کی تمنا ضرور کرنی چاہئے
عذاب قبر سے نجات دلانے والے وہ امور جن پر اگر ہم عمل کریں تو عذاب سے
بچ سکتے ہیں وہ ہے سورہ مبارکہ تَبَارَكَ الَّذِي اور سورہ آل عمران
کا پڑھنا جو شخص ان مبارک سورتوں کو یاد کرے اور روزانہ سوتے وقت ایک مرتبہ
پڑھ لیا کرے تو یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کو قبر کے عذاب سے نجات دلائیگی

سورہ ملک کا پڑھنے والا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک شخص کا انتقال

ہوا اور اس کو پورے قرآن کریم سے تبارک الذی بیدہ الملک کی سورہ کے سوا کچھ
یاد نہ تھا جب وہ انسان قبر میں رکھا گیا اس وقت ایک فرشتہ آیا سورہ ملک شریف
نے مرد کے چہرہ کو ڈھانپ لیا فرشتہ نے سورہ ملک سے کہا کہ بیشک تو کتاب اللہ
سے ہے میں تیرے ساتھ کوئی ناشائستگی نہیں کر سکتا لیکن میں بھی مجبور ہوں مجھے

اس شخص پر عذاب دینے کا حکم کیا گیا اگر تو اسے بچانا چاہتی ہے تو رب العزت کے دربار میں جا کر سفارش کر چنانچہ سورۃ مبارکہ دربار الہی میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی اے مولا تیرے فلاں بندے نے مجھ کو یاد کیا اور مجھ کو پڑھا کیا تو اس کو آگ میں جلائیگا اور اے عذاب دے گا؟ باوجودیکہ میں اس کے سینے میں موجود ہوں۔ خداوند! اگر اس بندے پر تو عذاب دینا ہی چاہتا ہے تو مجھ کو اپنے قرآن سے الگ فرما دے ابتر رب العزت فرمائیں گا اے سورۃ ملک تو بڑے غضب میں معلوم ہوتی ہے سورۃ مبارکہ عرض کریں گی الہی (میں تیرا کلام ہوں) تیرے دربار میں مجھے ایسا کرنے کا حق ہے مولا تعالیٰ کا حکم ہوگا اچھا جا اس شخص کو میں نے تیرے حوالے کیا تیری شفاعت قبول کی اس وقت سورۃ پاک اس مردہ کے پاس آ کر اس کا منہ چومے گی اور کہے گی مبارک ہے یہ میرے جس نے مجھے پڑھا مبارک ہے یہ سینہ جو میرا مسکن بنا مبارک ہیں دونوں قدم جو میرے پڑھے جانے کے وقت کبھی کبھی کھڑے رہا کرتے تھے مردے کو قبر کی تنہائی میں ڈھارس بندھائے گی۔ صحابہ کرام نے حضور سے جس وقت یہ مبارک حدیث سنی تو راوی کا بیان ہے کہ ہر چھوٹے بڑے مرد و عورت نے سورۃ ملک یاد کر لی۔

اس سورۃ مبارکہ کا حضور نے سنجیدہ نام رکھا یعنی عذاب قبر سے نجات دلانے والی (شش صفحہ) سورۃ ملک پڑھنے والا قبر میں زندہ رہتا ہے اور اس کی تلاوت کرتا ہے جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا اور بالخصوص اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ سورۃ ملک پڑھنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے اور اس کی برکت سے اُنس پاتا ہے۔

دُرُودِ پَاکِ کے برکات حضرت شیخ محدث احمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ شیخ شبلی نے بیان کیا کہ میرے پڑوس میں ایک آدمی کا انتقال ہو گیا میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خداوند قدوس نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا وہ کہنے لگا کیا پوچھتے ہو بڑے بڑے خوفناک مناظر میرے سامنے آتے اور منکر نیکر کے سوال و جواب کا وقت تو مجھ پر بہت ہی دشوار ہوا میں نے

اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید میرا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا ہے آواز آئی کہ دنیا میں تم نے زبان کو بیکار رکھا تھا اس لیے یہ سختی پیش آئی لیکن جس وقت عذاب کے فرشتے میری طرف بڑھے اس وقت ایک انتہائی حسین و جمیل شخص خوشبو میں مغطا میرے اور فرشتے کے درمیان آکر حائل ہو گیا اور مجھے ایمان کی حجت سکھانے لگا۔ میں نے کہا اللہ تجھ پر رحم فرماتے تو کون ہے؟ اس پر اس نے کہا جو دنیا میں تو کثرت سے درود پاک بارگاہ محبوب میں پیش کرتا رہا تیرے اسی پڑھے ہوئے درود سے میں پیدا کیا گیا ہوں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ تجھ کو ہر سختی اور بے چینی سے بچاؤں اور ہر مصیبت میں تیری تدبیر کروں۔ **دراحت القلوب صفحہ ۲۶۲**

آقائے دو جہاں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود پاک کا پڑھنا بیشمار فوائد و برکات رکھتا ہے علماء کرام نے لکھا ہے کہ سکرات موت کو آسان کر نیوالا عذاب قبر سے نجات دینے والا، دشمنوں پر فتح مند کر نیوالا، محتاجی کو دور کرنے والا، نجل اور ظلم سے دور رکھنے والا، پلصراط پر گزرتے وقت نور بڑھانے والا پلصراط کی راہ کو آسان کرنے والا، رحمت خداوندی کو جوش میں لانے والا، خواب میں سرکار دو عالم کے سراپا جمال کی زیارت نصیب کرانے والا، رزق میں برکت پیدا کرنے والا، قیامت میں پیاس سے بے خوف کر نیوالا اور مرادیں پوری کرنے والا وغیرہ۔ ان فوائد کے علاوہ بے شمار فوائد علماء کرام نے اپنی تصنیفات میں بیان فرمائے ہیں۔

لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اس نعمت عظمیٰ سے غافل نہ رہیں اپنے زیادہ سے زیادہ اوقات کو حضور کی بارگاہ بسکس پناہ میں درود و سلام پیش کرنے میں صرف کریں کیونکہ اس سے آسان اور عمدہ و لطیف کوئی نہیں درود خوانی میں جس قدر عقیدت و محبت کی فراوانی ہوگی اسی قدر انعام و اکرام خداوندی اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت شامل حال ہوگی۔

مسئلہ: جب کوئی کام کرنا ہو یا کوئی دعا کرنی ہو تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد اول و آخر درود شریف ضرور پڑھ لیا جائے کیونکہ درود پاک کے صدقے میں کام کے

برحق و خوبی انجام پانے اور دُعا مستجاب ہونے کی قوی اُمید ہے۔
 صَلَّى اللهُ عَلَيَّ وَالْاٰمِيْنَ وَاللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيَّ
 وَسَلَّمْ صَلَوَةٌ وَسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ

اچھا پڑوسی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ
 فرمایا اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کسی کا کوئی
 آدمی انتقال کر جائے تو اس کو عمدہ کفن دو اور اس کی وصیت جلدی پوری کرو اور
 اسے قبر میں دفن کرو لیکن بُرے پڑوسی سے دور رہو عرض کیا یا رسول اللہ صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا صالح پڑوسی آخرت میں فائدہ پہنچاتا ہے۔

قَالَ هَلْ يَنْفَعُ فِي الدُّنْيَا قَالَ نَعَمْ قَالَ كَذَلِكَ يَنْفَعُ
 فِي الْآخِرَةِ

ترجمہ:۔ سرکار نے فرمایا کیا صالح پڑوسی دنیا میں نفع پہنچاتا ہے
 عرض کیا ہاں یا رسول اللہ حضور نے فرمایا کہ جس طرح دنیا میں اچھا پڑوسی
 نفع بخش ہوتا ہے اسی طرح آخرت میں بھی فیض رساں ہوتا ہے (ش من صفحہ ۴۲)

ارشاد رسول عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى
 اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اذْفَنُوا مَوْتَاكُمْ وَسَطًا وَفِيمَ صَالِحِينَ
 فَإِنَّ الْمَيِّتَ يَتَأَذَى بِجَارِ السُّوَاءِ كَمَا يَتَأَذَى الْعَبْدُ
 بِجَارِهِ السُّوَاءِ (ش من صفحہ ۴۲)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مردوں کو نیکوں اور صالحین
 کے درمیان دفن کرو کیونکہ مردوں کے پڑوسی سے تکلیف پاتا ہے جس طرح
 زندوں کو اپنے بُرے پڑوسیوں سے افزیت و تکلیف ہوتی ہے۔

مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنے مردوں کو صالح اور نیک لوگوں (اولیاء کرام و علماء عظام کے درمیان دفن کیا کریں کیونکہ مردے اپنے بُرے پڑوسیوں سے اسی طرح دکھ اور اذیت بخسوس کرتے ہیں جس طرح زندہ بُرے پڑوسیوں سے (حوالہ مذکور)

چالیس آدمیوں کی شفاعت مدینہ طیبہ میں ایک شخص کا انتقال ہوا دفن کے ایک ہفتہ بعد ایک صاحب نے انہیں خواب میں دیکھا تو ان کو جہنمیوں کی حالت میں پایا یہ دیکھ کر تعجب میں ہوتے پھر ایک ہفتہ کے بعد دوبارہ خواب میں دیکھا تو جنتیوں میں پایا حالت دریافت کیا تو اس نے کہا ہمارے پڑوس میں ایک صالح اللہ والے دفن کئے گئے ہیں انہوں نے اپنے چالیس پڑوس کی شفاعت کی ہے ان میں سے ایک میں بھی ہوں (ش من صفحہ ۴۲)

بے شک اولیاء کرام بزرگان دین اللہ کے محبوب اور برگزیدہ بندے ہیں دنیا و آخرت اور عالم برزخ ہر جگہ ان حضرات کی امداد و اعانت ہم سب کے شامل حال ہوتی ہے اور ان کے فیوض و برکات ہماری دستگیری و رہنمائی کرتے ہیں کس قدر بد نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ کے ان محبوبوں سے غار کھاتے اور بغض و عناد رکھتے ہیں اللہ رب العزت ہمیں ان بزرگان دین کے آداب و احترام کی توفیق بخشے اور دونوں جہان میں ان کی برکت سے نوازے آمین

شعر
گرچہ از نیکیاں نیم خود را بہ نیکیاں بستہ ام
از ریاض آفرینش رشتہ گلدستہ ام

حفاظت کا قلم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جس وقت مردہ قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے نیک اعمال آکر اسے گھیر لیتے ہیں اگر عذاب قبر سر ہانے آنا چاہتا ہے تو تلاوت قرآن کی نیکیاں روک دیتی ہیں اور اگر پائنتیں

کی جانب سے آنا چاہتے ہیں تو نیک کاموں میں کھڑے رہنے کا ثواب اسے روک دیتا ہے اگر ہاتھوں کی طرف سے آنے کا قصد کرتا ہے تو دونوں ہاتھ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم صدقہ دیتے وقت اور دعا کرتے وقت ہم کو پھیلاتا تھا لہذا ہماری طرف سے اس کے جانے کا راستہ نہیں ہے اور اگر عذاب منہ کی طرف سے آنا چاہتا ہے تو اس کی دعائیں اور روئے رکاوٹ بنتے ہیں اور نماز بھی اس کے لیے محافظ بنتی ہے اور صبر کی نیکی ایک طرف کنا سے کھڑی نگرانی کرتی رہتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر کسی طرف سے نیکیوں کو کمزور دیکھوں گی تو اس کی مدد کروں گی۔

مردے کے اعمال صالحہ عذابِ قبر کو دفع کرتے ہیں جس طرح انسان اپنے بھائی اور اہل و عیال سے مصائب کو دفع کرتا ہے۔ پھر اعمال صالحہ مردے سے کہیں گے کہ ایشہ رب العزت تیری قبر میں برکت عطا فرماتے بلاشبہ نیکیاں بہترین دوست اور اچھے ساتھی ہیں۔ (شش صفحہ ۵۵)

عصر کا وقت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت مردہ قبر میں داخل کیا جاتا ہے۔ سورج اس کو ڈوبتا ہوا دکھائی دیتا ہے مردہ جب اٹھ کر بیٹھتا ہے دونوں آنکھیں ملنے لگتا ہے اور کہتا ہے اے نیکو مجھ سے ابھی بات نہ کرو، پھر وہیں نماز پڑھ لوں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۶)

مردہ یہ بات اسی وقت کہہ سکتا ہے جب کہ دنیا میں پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے کا عادی رہا ہوگا۔ تو جب قبر میں اسے سورج ڈوبتا ہوا نظر آئے گا اور فرشتے اٹھا کر اس سے سوال کرنا چاہیں گے تو نماز پڑھنا ہوتے دیکھ کر بے چین ہو جائے گا اور نماز پڑھنے کے لیے فرشتوں کو سوال کرنے سے روک دے گا کہ ابھی ٹک جاؤ پہلے نماز ادا کر لوں پھر جو سوال کرنا ہوگا کر لینا لیکن جو بے نماز ہوگا یا کبھی کبھی پڑھ لیتا رہا ہوگا اس کو یہ ہمت اور جرأت کہاں سے ہوگی کہ فرشتوں سے نماز پڑھنے کی مہلت لے سکے۔

مسلمانوں! نماز بڑی عظیم دولت ہے اس کی پابندی کروستی اور غفلت باعث خسارن و مہوہر خضب رحمن ہے

ختمہ

بیان موت اور اس کے خیر سو کی علا میں زندگی کا آخری سفر

لَا مَلَکَ یُکَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ

لِدُو اللّٰهُمَّوَتِ وَابْنُو اللّٰحِنْرِ اِب

ہر روز ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ غافل انسانو! موت سے چٹکارا نہیں رہے پیدا ہونے والے کو موت ہے اور ہر عمارت کو کسی نہ کسی دن ڈھنا ہے زندگی کے مقررہ وقت سے نہ ایک منٹ کمی ہو سکتی ہے نہ زیادتی انسان دنیا کی رنگینیوں میں پھنسا رہتا ہے مگر اس کی زندگی کی گھڑی برابر چلتی رہتی ہے جو منٹوں اور گھنٹوں، دنوں اور ہفتوں کو طے کرتی ہوئی مقررہ عمر کو گھنٹاتی رہتی ہے اور غافل انسان خیال کرتا ہے کہ آج تو جوانی ہے، کل جوانی ہے ابھی بڑھاپا منزلوں دور ہے اس وقت دنیا کے مزے اڑا لو عیش و عشرت کی زندگی بسر کر لو جوانی دوبارہ تھوڑے عا طے کی "جب بڑھاپا آتے گا تو اخیر عمر میں توبہ و استغفار کر لیں گے۔"

غافل تجھے گھڑیاں یہ دیتی ہیں مسنادی

گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھنٹا دی

افسوس بڑھاپے کا منتظر تھلتی شاعر انسان یہ نہیں سمجھتا کہ آج جوانی اپنے قبضہ میں ہے کل معلوم نہیں بڑھاپا دیکھنا نصیب ہو یا نہ ہو اور اگر بڑھاپا بلا بھی تو کیا خبر ہاتھ پیرانگہ وغیرہ اعضاء سلامت رہیں یا نہ رہیں اور پھر جوانی اور بڑھاپے کے عمل میں بڑا فرق ہے۔

کہ جوانی میں عبادت کا ہلی اچھی نہیں

جب بڑھاپا آ گیا پھر بات بن پڑتی نہیں

کسی قلعہ میں پناہ نہیں ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ملک الموت داخل ہوئے اور آپ کی مجلس میں ایک آدمی کو گھور گھور کر دیکھنے لگے جب وہ دربار سے باہر چلے گئے تو اس شخص نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ آنے والا کون تھا؟ جو مجھے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ فرشتہ موت حضرت عزرائیل تھے۔ اس شخص نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ میری تلاش میں تھے سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ ہوا کو حکم دے دیں کہ وہ مجھے ہندوستان پہنچا دے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا ہوانے اس کو اٹھا کر ہندوستان پہنچا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ملک الموت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں پھر آئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میری مجلس کے ایک آدمی کو تم بڑے غور سے دیکھ رہے تھے کیا بات تھی؟ ملک الموت نے کہا اس کو آپ کی مجلس میں دیکھ کر حیران تھا کیونکہ مجھے حکم مل چکا تھا کہ اس شخص کی رُوح ہندوستان میں قبض کروں اور وہ ابھی آپ کی مجلس میں بیٹھا تھا دشمن صفحہ ۱۹ مذاق العارفين جلد ۴ ص ۶۰۲

حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ
 إِذَا قَضَى اللَّهُ لِعَبْدٍ أَنْ يَمُوتَ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً
 (شخص صفحہ ۵۲)

توجہ :- جب اللہ رب العزت کسی بندے کی موت کا کسی مقام خاص کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس کی کوئی ضرورت اس مقام پر پیدا کر دیتا ہے۔ تاکہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے وہاں جائے اور موت سے ہمکنار ہو جائے۔ ساری دنیا کے بسنے والے ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کی نگاہوں کے سامنے ہوتے ہیں جس جگہ کے لیے جس وقت کسی کی رُوح قبض کرنے کا حکم ہوتا ہے اس مقررہ وقت پر اسی مقام سے اس کی رُوح قبض کر لیتے ہیں کوئی ان کی گرفت سے بچ کر نہیں نکل سکتا جیسا کہ مذکورہ واقعہ میں آپ نے دیکھا کہ اس شخص کی موت ہندوستان میں لکھی تھی۔

کتنی ہی پانی پلا دیا جائے مگر تکین نہیں ہو سکتی اس وقت ماں، باپ، اولاد، عزیز و اقارب اور دنیا کی تمام چیزوں کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ دنیا اور دنیا والوں کی محبت اپنی طرف دعوت دیتی ہیں اور خدا فی قاصد ملک الموت تعمیل حکم پر آمادہ ہے لہذا مرنے والے سے اس کش مکش کے عالم میں کوئی بات نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کے سامنے اچھی باتیں کی جائیں اور درود شریف و کلمہ طیبہ پڑھا جائے قرآن مجید کی تلاوت با آواز کی جائے تاکہ وہ سنے اور موت کی سختی آسان ہو اور آخری وقت یاد الہی کرتا اور ذکر سنتا ہو اور دنیا سے سفر کرے۔ قاتمہ بالآخر ہو، اس سے کلمہ وغیرہ پڑھنے کو نہ کہا جائے خود ہی بلند آواز سے پڑھا جائے تاکہ سُن کر وہ بھی پڑھنے لگے اکثر لوگ اس موقع پر کلمہ پڑھنے کو کہتے ہیں اگر اس سکرات کی سختی میں بد قسمتی سے انکار کر بیٹھا، تو ساری زندگی کا کیا ہوا عمل بیکار ہو جائے گا۔ مرنے والے کے لیے یہ گھڑی بڑی کٹھن ہوتی ہے ایک طرف تو فرشتہ رُوح قبض کرنے میں لگا ہوتا ہے اور جسم کے جوڑ جوڑ سے رُوح کھینچتی ہوتی ہے دوسری طرف دشمن ازلی شیطان ملعون کھڑا اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور بہکاتا ہے اور دین اسلام سے پھرنے کی سعی کرتا ہے ذرا سوچئے کہ کس قدر خطرناک وقت ہوتا ہے اس وقت معمولی سی لغزش تباہ و برباد کر سکتی ہے۔ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

راہ پر خار ہے کیا ہونا ہے	پاؤں فگار ہے کیا ہونا ہے
نزع میں دھیان نہ بٹ جائے کہیں	یہ عبت پیار ہے کیا ہونا ہے
اس کا غم ہے کہ ہر اک کی صورت	گلے کا ہار ہے کیا ہونا ہے

دنیا پرست بادشاہ وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ تھا اس کو کہیں جانا تھا پہلے کپڑوں کو منگایا وہ ناپسند ہوئے دوسرے آئے وہ بھی ناپسند ہوئے یہاں تک کہ سب سے عمدہ جوڑا پہنا۔ اس کے بعد سواری کے جانور لائے گئے بہت چھان بین کے بعد سب سے عمدہ گھوڑے کو انتخاب کیا اور

سوار ہو کر لشکر کے ساتھ مغرورانہ انداز میں روانہ ہوا۔ مارے غرور و گھمنڈ کے کسی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھتا اتنے میں ایک آدمی پرانی وضع اور معمولی صورت کا آیا اور اس نے سلام کیا۔ متبکر بادشاہ نے سلام کا جواب نہ دیا اس شخص نے بادشاہ کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی بادشاہ نے غصہ اور جلال میں اُکڑ کر کہا تو نے بڑی گستاخی کی ہے فوراً باگ چھوڑ دے، اس نے کہا مجھے تم سے کچھ کام ہے بادشاہ نے کہا اچھا ٹھہرو میں گھوڑے سے نیچے اتر آؤں اس نے کہا نہیں اسی وقت ضرورت ہے اور لگام کو خوب مضبوط پکڑ لیا بادشاہ نے کہا اچھا کہو کیا کہنا چاہتے ہو اس نے کہا راز کی بات ہے آہستہ کان میں کہو ننگا بادشاہ نے سر جھکا دیا اس شخص نے کہا میں ملک الموت ہوں۔ یہ سُن کر بادشاہ کا رنگ فق ہو گیا ہوش اڑ گیا، زبان لڑکھڑانے لگی اور کہا اچھا اتنی مہلت مجھے دے کہ میں اپنے گھر جا کر اپنی حاجت پوری کر لوں اور گھر والوں سے رخصت ہو لوں اس نے کہا جی نہیں اب مہلت نہیں ملے گی "اب گھر و اسباب کو دیکھنا کبھی نصیب نہ ہو گا۔ یہ کہہ کر اس کی رُوح قبض کر لی اور بادشاہ گھوڑے کی پشت سے لکڑی کے کندے کی طرح زمین پر گر پڑا

پیریزگار عابد اور ملک الموت

اس بادشاہ کا کام تمام کر کے ملک الموت آگے بڑھے اور ایک ایماندار عابد بندے کے پاس پہنچے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا۔ ملک الموت نے کہا کہ مجھ کو تم سے کچھ کان میں کہنا ہے اس نے کہا بہت بہتر ملک الموت نے آہستہ سے کان میں کہہ دیا کہ میں ملک الموت ہوں اس نے کہا کہ آپ کی تشریف آوری مبارک ہو میں تو مدت سے آپ کا منتظر ہوں اور آپ کی ملاقات کا شائق ہوں۔ ملک الموت نے کہا جس ضرورت کے لیے گھر سے نکلے ہو پوری کر لو اس نے کہا مجھے اللہ رب العزت سے ملنے سے زیادہ محبوب کوئی کام نہیں۔ ملک الموت نے اس نیک بندے سے کہا اپنی جان نکلنے کی کوئی حالت پسند کرنا چاہو تو پسند کر لو تاکہ اسی حالت میں تیری جان قبض کروں؟ اس نے پوچھا کیا ایسا کر سکتے ہو؟ ہاں مجھ کو حکم خداوندی یہی ہے نیک بندے نے کہا اچھا تو اتنی مہلت دے دو کہ میں وضو کر کے نماز پڑھوں اور جب میں سجدے میں جاؤں

اس وقت میری جان نکال لینا چنانچہ ملک الموت نے ایسا ہی کیا۔

(مذاق العارفين جلد ۲ صفحہ ۶۰۲)

سبحان اللہ کیا پیاری تمنا ہے کہ دم نکلے تو سر سجدے میں ہو زبان اللہ کی یاد میں کسی کو بیوی بچوں کی یاد آتی ہے کسی کو مال و دولت چھوڑنے کا غم ہوتا ہے۔ مگر ایماندار متقی پرہیزگار جب دنیا سے سفر کرتا ہے تو ذکر الہی کرتے ہوئے جانے کی تمنا کرتا ہے۔

مومن کی موت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب

کسی بندہ سے راضی ہوتا ہے تو ملک الموت کو حکم دیتا ہے کہ جاؤ میرے فلاں بندے کے پاس اور اس کی رُوح میرے پاس لاؤ تاکہ میں اسے راحت و آرام دوں کیوں کہ میرے امتحان و آزمائش میں وہ پورا اُترا اور جس قدر اطمینان و فرمانبرداری وہ کر چکا ہے۔ میرے انعام و اکرام کے لیے کافی ہے۔ ملک الموت پانچ سو فرشتوں کا لشکر لے کر اس بندے کے پاس آتے ہیں اور ہر فرشتہ کے پاس چھوٹی کی چھڑی اور زعفران کی شاخ ہوتی ہے جب اس بندہ مومن کے پاس یہ لشکر پہنچتا ہے تو دو صفوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ شیطان مردود اس بندہ مومن کا یہ شاندار استقبال دیکھ کر سر پہ ہاتھ رکھ کر چیخا اور دھاڑیں مارتا ہوا بایوں ہو کر راہ فرار اختیار کرتا ہے اور اپنے لشکریوں سے کہتا ہے تم کیا جھک مارتے رہے اس کی خبر نہ لینا۔ دیکھو آج اس بندے کو کتنا عظیم مرتبہ حاصل ہوا اور تم کچھ نہ کر سکتے۔ ابلیس کے متبعین کہتے ہیں کہ ہم نے تو بہت کچھ ہاتھ پیر مارا۔ کتنی تدبیریں کیں۔ لیکن اس بندہ مومن کو بہکانے میں ناکام رہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایماندار بندے کو سوائے دیدار الہی کے راحت اور چین نہیں ملتا کہہنا موت کا دن اس کے واسطے شادمانی و مسرت کا دن ہوتا ہے جس کے لیے وہ ہمہ وقت تیار رہتا ہے اور خندہ پیشانی سے موت کا استقبال کرتا ہے۔

(ملخص از مذاق العارفين جلد ۲ صفحہ ۶۰۲)

مگر ہر کسی کو نوبت ماتمت اگر نیک روزی بود خانتت

حدیث: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلًا أَهْلُ النَّارِ وَأَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلًا أَهْلُ الْجَنَّةِ وَأَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنَّوَاتِيمِ
متفق علیہ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۵)

ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بندہ دو چیزوں کا عمل کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے اور ایک بندہ جنتیوں کا عمل کرتا ہے حالانکہ وہ جہنمی ہے کیونکہ اعتبار خاتمہ کے اعمال کا ہے۔

یعنی اگر خاتمہ اس کا اعمال صالحہ کے ساتھ ہوا ہے وہ جنتی ہے اور اگر مفاذ اللہ خاتمہ کے وقت اعمال بد و افعال ذمیرہ کا مرتکب رہا تو جہنمی ہوگا۔ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَصَبِ الْجَبَّارِ وَمِنْ كُلِّ عَمَلٍ يَدْخُلُ النَّارَ

اسٹریب العزت اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اور طفیل تمام مومنین کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ باخیر کرے۔

شعر
جب دم واپس ہو یا ہوش
لب پہ ہو لا الہ الا اللہ

سورہ خاتمہ کی علامت جس کا خاتمہ برائی پر ہوتا ہے تو اگرچہ ساری زندگی نیکیاں کرتا رہا ہو آخر میں نیکیوں کو ترک کر کے بھلائیوں کو چھوڑ کر بڑے کاموں میں مشغول ہو جاتا ہے اور اسی عصیان و نافرمانی پر اس کو موت آجاتی ہے اور پورا عمل اس کا برباد و آکارت ہو جاتا ہے۔ اَلْعِيَاذُ بِاللَّهِ مِنْ سُوءِ الْحَسَنَاتِ ط

حکایت ملک منہ میں ایک صالح پرہیزگار آدمی مسجد میں اذان دیا کرتے تھے مسجد کے

قرب ایک عیسائی کا مکان تھا ایک دن اس عابد نے مسجد کی چھت سے عیسائی کی لڑکی کو دیکھا اور اس پر عاشق ہو گیا لڑکی نے ایک مقررہ وقت پر ملنے کا وعدہ کیا جب یہ عابد اس کے مکان پر پہنچا لڑکی نے دروازہ کھول کر اندر بلا لیا اس شخص نے عیسائیہ سے اظہارِ محبت شروع کیا کہ جان من تمہارے عشق و محبت میں دنیا و آخرت کو فراموش کر چکا ہوں تیرے بغیر مجھے چین نہیں چاہتا ہوں کہ تم سے شادی کر لوں لڑکی بولی جب تک تم اپنے دین و مذہب پر قائم ہو میرا باپ ہرگز اس پر آمادہ نہیں ہو سکتا ہاں اگر تم اپنے دین کو چھوڑ کر ہمارے دین میں آ جاؤ اور عیسائی مذہب اختیار کر لو تو مجھے حاصل کر سکتے ہو چنانچہ اس بد نصیب نے دین عیسائیت قبول کر لیا۔ لیکن ابھی مقصد بھی حاصل نہ کر سکا تھا کہ مکان کی چھت پر چڑھ کر شہر کا منظر دیکھنے گیا اور چھت سے گر کر بے دینی کی حالت میں مر گیا۔ (ممت قرطبی ص ۱۲۱)

شعر
 نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
 نہ ادھر کا رہا نہ ادھر کا رہا !

ماں کی ناراضگی عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں ایک شخص نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ ایک جوان پر سکرات موت کی حالت ہے اس کو کلمہ پڑھنے کو کہا جاتا ہے مگر اس کی زبان نہیں چلتی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا وہ زندگی میں کلمہ نہیں پڑھتا تھا؟ عرض کیا یا رسول اللہ پڑھتا تھا حضور نے فرمایا جب زندگی میں پڑھتا تھا تو موت کے وقت کس چیز نے اسے روک دیا اتنا فرما کر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً مجلس سے اٹھ کھڑے ہوتے ہم سب بھی حضور کے ہمراہ چل پڑے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جوان کے مکان پر تشریف لے گئے اور فرمایا اے لڑکے کہہ لا الہ الا اللہ لڑکے نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زبان نہیں چلتی حضور نے فرمایا کیا بات ہے عرض کیا یا رسول اللہ ماں کی ناراضگی کے باعث حضور نے پوچھا تیری ماں زندہ ہے کہا ہاں حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی والدہ کو بلا کر فرمایا

کہ کیا یہ تیرا لڑکا ہے؛ بڑھیا نے کہا ہاں یا رسول اللہ حضور نے فرمایا اگر آگ کا دھکتا ہوا الاؤ ہو اور تم سے کہا جائے کہ لڑکے کو معاف کر دے ورنہ تیرے سامنے اس آگ کے الاؤ میں لڑکے کو ڈال کر جلا دیا جائے گا تو تم کیا کرو گی بڑھیا نے عرض کیا یا رسول اللہ معاف کر دوں گی۔ سرکار نے فرمایا تو سن لے دنیا کی آگ سے کہیں زیادہ سخت جہنم کی آگ ہے کیا اپنے لڑکے کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ اور اس کے دہکتے ہوئے انگاروں میں جلتا ہوا پسند کرے گی؟

بڑھیا کی مامتا جوش میں آگئی عرض کیا یا رسول اللہ میں حضور کو گواہ بناتی ہوں کہ میں نے اپنے نخت جگر و نور نظر کو معاف کر دیا۔ اور اس سے راضی ہو گئی۔ سرکار نے جو ان سے کلمہ پڑھنے کو فرمایا۔ فوراً اس کی زبان کھل گئی اور پورا کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُهُ اللّٰهُ بَرَّحًا رَّحِيْمًا فرمایا اللہ کا فضل ہے کہ میری وجہ سے یہ لڑکا جہنم کے دردناک عذاب سے نجات پا گیا۔ (ماخوذ از تشبیہ الغافلین للفقیر ابو اللیث)

اس حدیث پاک اور اس میں مذکورہ واقعہ سے ظاہر ہوا کہ والدین کی نافرمانی کرنے والے انہیں ناراض کرنے سے سو، خاتمہ کا خطرہ عظیم ہے مقام ہجرت ہے ہمارے ان نوجوانوں کے لیے جو والدین کی نافرمانی میں مبتلا ہیں انہیں سزا کرنا ناراض کر کے کتنا عظیم خطرہ مول لے رہے ہیں انہیں خبر نہیں کہ ماں باپ کی ناراضگی سے اللہ و رسول کی ناراضگی ہے۔ اور ان کی خوشی میں اللہ و رسول کی خوشنودی ہے ماں کے متعلق سرکار کا فرمان ہے کہ

اِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا نِزَارِشَادُ فَرَمَايَا الْجَنَّةَ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ يَرَبِّي اَرشاد ہو کہ ہما جنتک و ناریک (مشکوٰۃ ص ۲۱)

جنت ماں و باپ کی قدم بوسی، ان کی اطاعت و فرمانبرداری، ان کی خوشنودی سے حاصل ہوتی ہے والدین حصول جنت کا ذریعہ ہیں اور جہنم میں بھی پہنچانے کے یعنی جنت گزاری و اطاعت و فرمانبرداری کرنے والا، ادب و احترام کرنے والا جنت کا مستحق ہوگا۔ اور بے ادبی و گستاخی کرنے والا نافرمانی کرنے والا ناراض کر کے جہنم کا حقدار ہوگا۔

کتنے ناعاقبت اندیش ایسے بھی ہیں جو گالی تک دیتے اور مارنے سے بھی دیرخ نہیں کرتے اور طرح طرح سے انہیں ستاتے اور پریشان کرتے ہیں اذیتیں پہنچاتے ہیں وہ اپنے انجام کو سوچیں اور ان افعال قبیحہ سے باز آئیں مولیٰ تعالیٰ انہیں توفیق خیر بخشے۔ آمین۔

خواجہ شہ غریب نواز حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم ایک صومعہ (عبادت خانہ) میں پہنچے جس میں شیخ صدر الدین محمد احمد سیستانی قیام فرماتے تھے یاد حق میں ان کا استغراق حد سے زیادہ تھا میں کئی روز ان کی خدمت میں رہا جو کوئی ان کی خدمت میں حاضر ہوتا محروم نہ جاتا اسے کچھ نہ کچھ ضرور عطا فرماتے اور فرماتے کہ میرے حق میں دُعا خیر کر دو کہ اپنا ایمان قبر تک سلامت لے جاؤں۔ ان بزرگ کا حال یہ تھا کہ قبر اور موت کی سختی کا حال سنتے تو بید کی طرح کانپنے لگتے اور روتے روتے ان کی یہ حالت ہوتی کہ آنکھوں سے خون بہنے لگتا جیسے کسی چشمہ سے پانی جاری ہو اسی طرح سات سات دن تک روتے رہتے آسمان کو دیکھ دیکھ کر ایسا روتے کہ ان کے رونے سے لوگوں کو رونا آتا ایک مرتبہ جب رونے سے فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہوتے اور فرمایا اے عزیز! جس کو موت آنے والی ہو اور اس کا حریف ملک الموت ہو تو اس کو سونے بننے اور خوش رہنے سے کیا کام اس کے بعد ارشاد فرمایا اے عزیز! اگر تمہیں ان لوگوں کا ذرا بھی حال معلوم ہو جو زیرِ خاک ایسی کوٹھری میں سوتے ہیں جس میں بچھو بھرے ہوئے ہیں تو اس کو معلوم کتے ہی تم اس طرح پگھل جاؤ گے جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے اس کے بعد فرمایا کہ ایک وقت ایک کامل بزرگ کے ساتھ میں بصرہ کے قبرستان میں بیٹھا ہوا تھا پاس ہی قبر میں ایک مردہ پر عذاب ہو رہا تھا ان بزرگ پر جب عذاب کا انکشاف ہوا تو زور سے ایک نعرہ مار کر زمین پر گر پڑے میں نے ان کو اٹھانا چاہا تو ان کی روح قاب سے پرواز کر چکی تھی اور تھوڑی دیر میں ان کا جسم بھی پانی ہو کر بہ گیا اس واقعہ کے

بعد مجھ پر قبر کی بڑی ہیبت طاری ہوئی اس لیے اسے عزیز دنیا میں اتنا مشغول نہ ہونا کہ حق سے غافل ہو جاؤ (بحوالہ بزم صوفیہ صفحہ ۲۸، ۲۹)

ملک الموت کی صورت موت کا وقت ہر ایک کے لیے مقرر ہے اس میں کوئی شک

و شبہ کی گنجائش نہیں لیکن مثل مشہور ہے کہ جیسی رُوح ویسے فرشتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو مرتبہ رحلت سے نوازا تو ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام نے مبارک باد پیش کرنے کے لیے دربار خداوندی میں اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر خوش خبری پیش کی آپ نے فرمایا الحمد للہ۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے ملک الموت مجھے اپنی صورت دکھاؤ جس میں کفار کی رُوح قبض کرتے ہو عرض کیا آپ اسے دیکھنے کی تاب نہ لاسکیں گے فرمایا تاب کیوں نہ لاسکوں گا۔ ملک الموت نے کہا اچھا تو آپ ذرا منہ پھیر لیں جب آپ نے دوبارہ ادھر کو دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کالا سیاہ آدمی ہے جس کا سر آسمان تک پہنچا ہوا ہے اس کے منہ سے آگ کی لپٹ نکل رہی ہے اور آدمی کے جسم کے برابر اس کے بال ہیں اور ہر بال کی جڑ سے آگ کی لپٹ نکل رہی ہے یہ منظر دیکھ کر ابراہیم علیہ السلام پر غشی طاری ہو گئی جب آپ سنبھلے تو ملک الموت اپنی حالت میں آچکے تھے آپ نے فرمایا اے ملک الموت اگر کافر کو مرتے وقت کوئی تکلیف اور مصیبت نہ ہو جب بھی اس کی گھبراہٹ و پریشانی کے لیے تمہاری یہ ہیبت ناک ڈراونی صورت کافی ہے۔

آپ نے فرمایا اچھا اپنی وہ صورت جس میں ایما ندار کی رُوح قبض کرتے ہو اسے بھی دکھاؤ ملک الموت نے کہا آپ منہ پھیر لیجئے جب ابراہیم علیہ السلام نے دوبارہ ان کی طرف منہ کیا تو دیکھا کہ ایک بہت ہی حسین و جمیل خوبصورت نوجوان کی شکل میں آپ ہیں اور جسم سے خوشبو پھوٹ رہی ہے عمدہ سفید کپڑا پہنے ہوئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے ملک الموت اگر مومن مرتے وقت کوئی بزرگی اور

کرامت نہ بھی دیکھے تو صرف تمہاری یہ نورانی صورت ہی کا دیکھنا اس کے سکون و اطمینان کے واسطے کافی ہوگا۔ (شصت صفحہ ۱۸، مذاق العارفین جلد ۲ صفحہ ۵۹۸)

افسوس انسان دنیا کی نیرنگیوں میں منہمک ہو کر ایسا بڑا عمالیوں میں مشغول رہتا ہے کہ اسے موت اور اس کی سختیوں کا خیال تک نہیں رہتا اس بات کو فراموش کر دیتا ہے کہ ایک دن اسے بھی مرنا ہے اس وقت نہ دنیا کام آئے گی نہ دنیا والے موت کے ایک ہی جھٹکے میں دنیا کی ساری لذتیں بھول جائیں گی اور تمام راحتیں خوشیاں کافور ہو جائیں گی موت کی تلخی قیامت تک یاد رہے گی۔

توبہ کی برکت عَنْ الْأَعْرَابِ الْمُسْرِفِ قَالَ قَالَ سَرَّ سَوَّلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ فَإِنَّ التَّوْبَ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةٌ مَرَّةً سَرَّ سَوَّلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ (مشکوٰۃ ص ۲۰۳)

ترجمہ: صحابی رسول انور مزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! اللہ کے دربار میں توبہ کرو۔ تحقیق میں (باوجود معصوم ہونے کے) روزانہ سو مرتبہ اپنے رب کے حضور توبہ کرتا ہوں توبہ کہ توفیق بڑی نعمت ہے۔

سرکار کافرمان ہے۔

التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ

ترجمہ: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے گویا گناہ کیا ہی نہیں دوسری حدیث میں حضور فرماتے ہیں۔

كُلُّ بَنِي آدَمَ مَخْطَاؤٌ وَخَيْرُ الْخَطَايَا مِنَ التَّوَابُونَ

(مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۴)

ترجمہ: ہر انسان سے (سوائے معصومین کے) خطا و گناہ سرزد ہوتا ہے مگر بہترین خطا کار وہ ہے جو گناہوں سے توبہ و استغفار کرے

یعنی گناہ جرم ہے لیکن اگر کسی سے پایا جاوے اور وہ دربارِ خداوندی میں شرمندگی اور ندامت سے حاضر ہو جاتے اور آہ و زاری کرے اور آئندہ اس جرم سے باز آنے کا پکا عزم کرے اور ہمیشہ اجتناب کی کوشش کرے تو یقیناً وہ بندہ قابلِ فخر ہے مگر سدا فسوس ان بدقسمتوں پر کہ سینما دیکھتے اور ناچ رنگ کی محفلوں میں شریک ہوتے ہیں۔ سیہ کاریاں کرتے اور بد اعمالیوں میں ہوتے ہیں لیکن توبہ و استغفار کرنے کے بجائے اپنی انتہائی بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ سینہ تان کر فخر سے دوستوں میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایسا کیا میں نے یہ کیا۔ اپنی بدکاری پر دوسروں کو گواہ مقرر کر لیا جو بے خبر تھے ان کو بھی خبردار کر دیا۔ اور دربارِ خداوندی میں اپنی تباہی و بربادی کا سامان تیار کر لیا۔ وَالْعِبَادُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی

والش مندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ اپنی غلطی پر شرمندہ ہوتا اور کتے پر پھٹاتا دربارِ الہی میں ندامت سے آنسو گراتا اور رب کو راضی کرتا۔



دُعَا اسْمِ الْعَظَمِ

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگوں کو اسمِ عظیم بتا دوں؟ وہ ہے یونس علیہ السلام کی دعاء۔
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ جن مسلمان نے اپنے مرض موت میں چالیس مرتبہ اس دعاء کو پڑھا اور اسی بیماری میں مر گیا تو شہید کا مرتبہ پائیگا اور اگر تندرست ہو گیا تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(شصت و چھٹا)

یہ مبارک دعاء آیت کریمہ کے نام سے بھی مشہور ہے اس کے بشمار فوائد ہیں اگر اس کو سو لاکھ بار پڑھ کر کسی مردہ کے لیے ایصالِ ثواب کر دیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت ہو جائے اور اگر کسی حاجب کے لیے دعاء مانگی جاتے تو اس کی حاجت پوری ہو۔ مقدمات میں کامیابی۔ امتحان میں کامرانی حاصل ہو غرض کہ یہ دعاء بہت ہی مفید و کارآمد ہے اس سے صحیح معنی میں فائدہ حاصل کرنا آپ کا کام ہے کہ کامل لہارت اور پورے خلوص سے دعا پڑھے اور انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ دعا کیجئے

مفید و کارآمد دعائیں

سکرات موت آسان ہوگی اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ
وَأَرْجُوكَ الْمُنْكَرَاتِ وَرَحْمَتَ الْمَسَاكِينِ وَإِذَا أَسْرَدْتَ بِالنَّاسِ
فِتْنَةً فَأَقْبِضْ نَفْسِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ۔
اس کی کثرت سے سکرات موت آسان ہوگی۔ اور حاتم

باخیر ہوگا

دین و دنیا کی حاجتیں پوری ہونگی ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ پابندی سے پڑھنا ہے

يَا سَيِّدِي يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَعِيْثُ :

دشمن سے نیکلتے صبح و شام گیارہ گیارہ بار پڑھے دشمن کے شر سے محفوظ

رہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

ہر مرض سے بچنے کا علاج جب کسی بیمار یا مصیبت زدہ کو دیکھے تو اس دُعا

کو پڑھ لیا کرے محفوظ رہے گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا

اَبْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقٍ لَّفَضِيْلًا

کثیر رزق کیلئے صبح و شام سو سو بار پڑھے رزق میں زیادتی ہوگی۔

اَللّٰهُمَّ اَكْفِنِيْ بِحَالِكَ عَنِ حَرَامِكَ وَاغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

سوئے وقت پڑھے جب بستر پر آئے تو داہنی کروٹ قبلہ رو لیٹے اور یہ دُعا

پڑھے۔ بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ اَحْيِيْ وَاْمُوْتْ

نیند سے بیدار ہو تو یہ پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ

مَا اَمَاتَنَا وَاَلَيْدِ الشُّوْر

سخت آندھی کے وقت اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا

فِيْهَا وَخَيْرَ مَا اُسْرِبِلْتُ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا

اُسْرِبِلْتُ بِهٖ : پڑھے شر سے محفوظ رہے گا۔

غلہ گھن سے محفوظ رہتے مدینہ طیبہ کے ساتوں فقہاء کرام کے اسماء مبارکہ کاغذ پر لکھ کر غلہ میں رکھ دیا جاتے تو جب تک کاغذ اس میں موجود رہے گا غلہ میں گھن نہیں لگ سکتا۔ اسماء یہ ہیں۔ (۱) عبید اللہ (۲) عروہ (۳) قاسم (۴) سعید (۵) ابوبکر (۶) سلیمان (۷) خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سُوحا جتیں پوری ہوں گی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو شخص جمعرات کو مجھ پر سو بار درود پڑھے گا۔ اس کی سُوحا جتیں پوری ہوں گی۔ شہ دنیا کی اور تین آخرت کی۔

کبھی محتاجی نہ ہو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص جمعرات کو دن میں مجھ پر سو مرتبہ درود پابندی سے پڑھتا رہے گا کبھی محتاج نہ ہو گا۔ (راحت القلوب ترجمہ جذب القلوب صفحہ ۲۱)

یاد رکھیے :-
پہر دعا کے اول و آخر درود شریف ضرور پڑھتے اور اپنا اعتماد درست رکھتے اور یقین کے ساتھ قائم رہتے۔ دعا کا اثر ضرور ہوگا۔

دوست لازوال

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ وَالْإِمَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ

صَلَاةٌ وَسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

بعد نماز جمعہ جمع کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑے ہو کر سوا بار پڑھیں یہاں جمعہ نہ ہوتا ہو جمعہ کے دن صبح خواہ ظہر یا عصر کے بعد پڑھیں جو کہیں کیلا ہوتا تھا پڑھے یو ہیں عورتیں اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں۔

فوائد:- (۱) اس کے پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ تین ہزار رحمتیں اتا کرے گا۔
 (۲) اس پر دو ہزار بار اپنا سلام بھیجے گا۔ (۳) پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال
 میں لکھے گا۔ (۴) اس کے پانچ ہزار گناہ معاف فرماتے گا۔ (۵) قیامت میں
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے مصافحہ فرمائیں گے۔ (۶) اس کے
 ماتھے پر لکھ دے گا کہ یہ منافق نہیں۔ (۷) اس کے ماتھے پر یہ تحریر فرما دے گا کہ
 یہ دوزخ سے آزاد ہے (۸) اللہ اسے قیامت کے روز شہیدوں کے ساتھ رکھے
 گا۔ (۹) اس کے مال میں ترقی کر دے گا۔ (۱۰) اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد
 میں برکت رکھے گا۔ (۱۱) دشمنوں پر غلبہ دے گا۔ (۱۲) دلوں میں اس کی محبت رکھے
 گا۔ (۱۳) کسی دن خواب میں زیارت اقدس کی برکت سے مشرف ہوگا۔ (۱۴) ایمان
 پر خاتمہ ہوگا۔ (۱۵) قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت
 اس کے لیے واجب ہوگی۔ (۱۶) اللہ عزوجل اس سے راضی ایسا ہوگا کہ کبھی ناراض
 نہ ہوگا۔ (الوظیفۃ الکریمہ امام احمد رضا فاضل بریلوی)



مناجات بدگاہ قاضی الحاجات

از اعلیٰ حضرت امام حسن مدرسنا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو

جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الہی بھول جاؤں تیرے کی تکلیف کو

شادی دیدار حسن مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الہی گورتیرہ کی جب آتے سخت رات

ان کے پیارے منہ کی صبح جانفرا کا ساتھ ہو

یا الہی جب پڑے محشر میں شور دار و گیر

امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے

صاحب کوثر شہ جو دو عطار کا ساتھ ہو

یا الہی گرمی محشر سے جب بھڑکیں بدن

دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الہی نامہ اعمال جب کھلنے لگے

عیب پوش خلق تارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں

ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الہی جب چلوں تاریک راہ پلصراط

آفتاب ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الہی جب سر شمشیر پہ چیلنا پڑے
رہے سیکم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الہی جو دُعا نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے امین رہنا کا ساتھ ہو

یا الہی جب رضا خواب گراں سے سراٹھاتے
دولت بیدار عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الہی جب سخا خواب گراں سے سراٹھاتے
عاشق محبوب حق احمد رضا کا ساتھ ہو

تمام شد

احقر العباد ابوالاظہر بسحاوت علیخاں قادری
رضوی بستوی صدر المدرسین دارالعلوم
اہل سنت تنویر السلام امرڈو بھا
پوسٹ بکھرا "ضلع بستی"

یکم محرم الحرام ۱۳۸۴ھ



ہماری دیگر مطبوعات

شرح قصیدہ انام اعظم | حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہدیہ عقیدت بنظم اور شریں اردو ترجمہ اور تدریس درآن و حدیث

سے مدلل شرح ————— ٹائٹل رنگین صفحات ۱۱۲، قیمت ۲/۵۰

شرح قصیدہ بردہ | بارگاہ رسالت میں وہ مقبول قصیدہ جس کو سن کر حضور نے اپنی چادر مبارک صاحب قصیدہ کو عطا فرمائی اس قصیدہ کی اردو زبان میں سب سے جامع اور

عشق مصطفیٰ میں ڈوبے ہوئے قلم سے مکمل شرح — جلد ڈائی دار صفحات ۴۰، قیمت ۱۵/-

نگین دین حصہ اول | وہ مشہور و معروف رسالہ ہے جو لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر دنیا کے اسلام میں پھیل چکا ہے اس میں نماز کے ہر قسم کے فضائل و مسائل سوال و جواب کی طرز

میں درج ہیں ————— ٹائٹل چار رنگا، صفحات ۲۸۸، قیمت ۲/-

منظر العقائد | اسلامی عقائد پر سوال و جواب کے طرز پر بڑی آسان اور مستند کتاب ہے آج ہی منگوا کر مطالعہ فرمائیں ————— ٹائٹل رنگین، صفحات ۱۰۲، قیمت ۲/۵۰

تارکین دین کتاب الحج | حج و زیارت پر بڑی جامع اور مختصراً تصنیف ہے آسان پیرایہ میں سوال و جواب کے طرز پر تمام ضروری مسائل اور

دعائیں درج ہیں ————— ٹائٹل چار رنگا، صفحات ۳۷۶، قیمت ۱۲/۵۰

روح الصلوٰۃ | نماز کی حقیقت اور روح معلوم کرنے کیلئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے یہ کتاب نماز میں غلط خیالات آنے کا بہترین علاج ہے۔

قیمت صرف ایک روپیہ

نوٹ: سب کتابوں کی کتابت اور کاغذ برصیا اور طباعت آفسٹ ہے۔

مکتبہ نعمانیہ۔ اقبال روڈ۔ سیالکوٹ

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا بے مثال تذکرہ

حضرات القدس

- کتاب مذکور کے مصنف خواجہ بدر الدین سرسبندی علیہ الرحمۃ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے حضرت امام ربانی کی خدمت میں سترہ سال رہ کر تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اپنے زمانہ کے ممتاز علماء اور مصنفین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔
 - یہ کتاب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے خلفاء اربعہ و حضرت بہمدیق، فاروق، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے سے کرامات ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد و اہل بیت اور آپ کے خلفاء تک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے تمام اولیائے کرام کے مفصل حالات نہایت تحقیق سے قلمبند فرمائے ہیں۔
 - مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کے حالات پر آج تک جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں یہ کتاب بڑی جامع اور مستند ہونے کی وجہ سے سب سے بلند درجہ رکھتی ہے اس لیے اس کا ترجمہ آسان اردو میں کرایا گیا ہے تاکہ ہر اردو خواں اس سے بخوبی فائدہ اٹھاسکے۔
 - اولیائے نقشبندیہ مجددیہ کے حالات، کرامات اور ارشادات، سے روحانی فیض حاصل کرنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضرور کیجئے۔
- عقربین منظر عام پر آرہی ہے۔

مکتبہ نعمانیہ۔ اقبال روڈ، یالکوٹ